عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۶ | ۱۷ تا ۲۳ محرم الحرام ۱۴۳۹ھ مطابق ۸ تا ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۷ء | شمارہ: ۳۸

تجارت اور سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

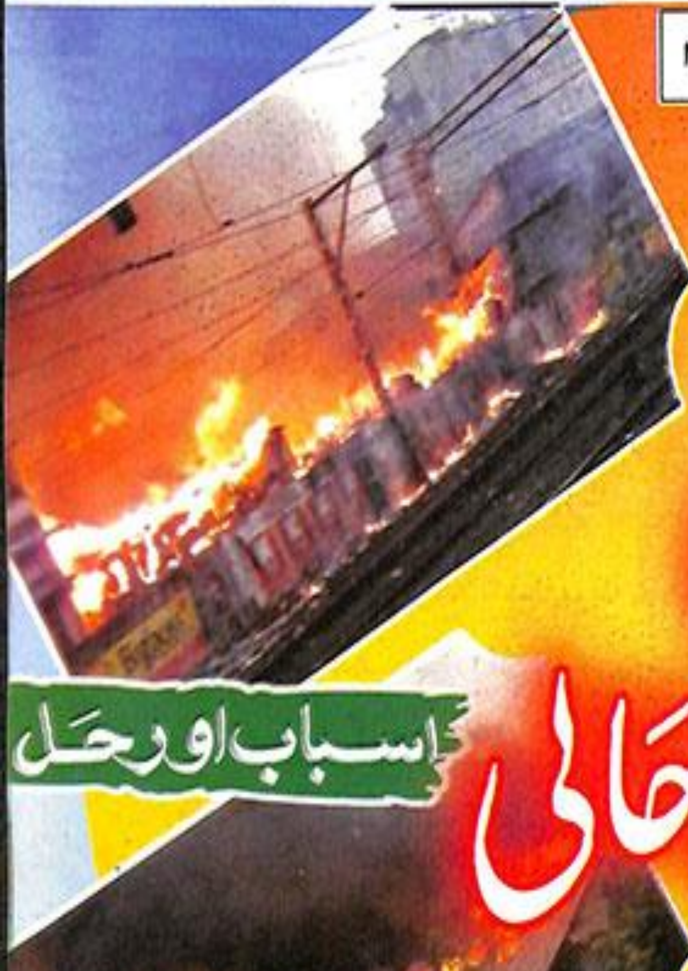

مسلمانوں کی موجودہ پریشان حالی

اسباب اور حل

اسلامی تقویم

سنِ ہجری کی ابتداء

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

نشے کی حالت میں دی گئی طلاق کا حکم

س:...... میں آپ سے یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ میرے داماد نے جو کہ نشے کی حالت میں تھا، اپنی زوجہ سے تکرار اور لڑائی کے بعد نشے کی حالت میں ۶ مرتبہ طلاق کا لفظ استعمال کیا۔ برائے مہربانی بتایئے اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

ج:......صورت مسؤلہ میں اگر سائل کا سوال صداقت پر مبنی ہے تو اس صورت میں سائل کی بیٹی پر تین طلاق واقع ہوچکی ہیں اور یہ اپنے شوہر پر حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہوچکی ہے، عدت گزرنے کے بعد یہ آزاد ہے جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”طلاق السکران واقع اذا سکر من الخمر او النبیذ، ھو مذھب اصحابنا کذافی المحیط (الفتاویٰ العالمگیریہ، ص:۱/۵۳، فصل فیمن یقع طلاقہ وفیمن لایقع، کتاب الطلاق، طبع رشیدیہ) ایضا وان کان الطلاق ثلاثاً فی الحرۃ....لم تحل لہ حتی تنکح زوجاً غیرہ نکاحاً صحیحاً ویدخل بھا یطأھا ثم یطلقھا او یموت عنھا، وتنقضی عدتھا منہ،“

(الباب فی شرح الکتاب، ص:۲/۱۸۳، کتاب اطلاق، باب الرجعۃ)

حالت اشتعال میں دی گئی طلاق

س:......میاں نے بیوی کو حالت اشتعال بوجہ عورت کی مسلسل بدکلامی کے طلاق دے دی (۳ بار) کہہ کر طلاق کے الفاظ: ”طلاق دی، طلاق دی، طلاق۔“ کیا حالت اشتعال میں جبکہ (خاوند کی نیت اور ارادہ طلاق کا نہیں تھا) طلاق واقع ہوگئی؟ واضح رہے کہ بیوی کے مطالبہ پر طلاق دی گئی ہے۔

ج:......بصورت مسؤلہ سائل کی بیوی پر تین طلاقیں واقع ہوچکی ہیں اور یہ اپنے شوہر پر حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہوچکی ہے، اب ان کا ایک ساتھ رہنا، میاں بیوی کا تعلق رکھنا ناجائز اور حرام ہے، عدت گزرنے کے بعد عورت آزاد ہے، جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”وان کان الطلاق ثلاثافی الحرۃ وثنتین فی الامۃ، لم تحلّ لہ حتی تنکح زوجاً غیرہ نکاحاً صحیحاً، ویدخل بھا ثم یطلقھا او یموت عنھا۔“

(الفتاویٰ العالمگیریہ، ص:۳/۴۷۳، کتاب الطلاق، الباب السادس)

س:......دونوں کی ایک بیٹی ہے جو کہ بالغ ہے، وہ باپ کے پاس رہے گی یا ماں کے پاس؟ (جبکہ ماں بیٹی کو ساتھ رکھنے پر آمادہ نہیں)۔

ج:...... بیٹی اگر بالغ ہے جیسا کہ سوال میں درج ہے تو وہ باپ کے پاس رہے گی۔ (الدر المختار، ص:۳/۵۶۶)۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۶ ۱۷ تا ۲۳ محرم الحرام ۱۴۳۹ھ مطابق ۸ تا ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۷ء شمارہ:۳۸

اس شمارے میں!

ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کا انعقاد	۵	محمد اعجاز مصطفی
مسلمانوں کی موجودہ پریشان حالی.....	۷	مولانا امداد الحق بختیار قاسمی
اسلامی تقویم... سن ہجری کی ابتدا	۹	مولانا امیر احمد قاسمی
تجارت اور سیرت نبوی	۱۲	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
۶ر ستمبر سے ۱۷ر ستمبر تک (۲)	۱۵	مولانا محمد اسماعیل ریحان
مرزا غلام احمد کی پیشین گوئیاں (۳)	۱۸	مولانا کفیل احمد علوی کیرانوی
خبروں پر ایک نظر	۲۱	ادارہ
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی و دعوتی اسفار	۲۳	ادارہ

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

تلاوت قرآن کی فضیلت

حدیث قدسی ۱۳: حضرت اُبی بن کعبؓ فرماتے ہیں: میں مسجد نبوی میں تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی، نماز میں جو قرأت اس نے پڑھی میں نے اس پر انکار کیا، پھر دوسرا شخص آیا تو اس نے بھی نماز میں قرآن پڑھا، اس کی قرأت پہلے شخص کی قرأت کے خلاف تھی، اس پر بھی میں نے انکار کیا پھر ہم تینوں اپنی اپنی نماز سے فارغ ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے تمام واقعہ عرض کیا: یا رسول اللہ! اس شخص نے قرآن ایک ایسی قرأت کے ساتھ پڑھا، جس پر میں نے انکار کیا۔ پھر یہ دوسرا شخص آیا اس نے قرآن ایسی قرأت کے ساتھ پڑھا جو پہلے سے مختلف تھی، میں نے اس پر بھی انکار کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں شخصوں کو پڑھنے کا حکم دیا جب ان دونوں نے پڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تحسین پر میرے دل میں تکذیب پیدا ہوئی اور میرا یقین مشتبہ ہونے لگا، چونکہ میں زمانۂ جاہلیت کے قریب تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھ کو اس حالت میں دیکھا اور مجھ میں اثرات تکذیب کو محسوس کیا تو میرے سینے پر ہاتھ مارا، جس کی وجہ سے مجھ کو پسینہ آ گیا اور میری یہ حالت ہوئی گویا میں خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔

پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے اُبی! میرے پاس اللہ تعالیٰ نے پیام بھیجا تھا کہ میں ایک لغت پر قرآن کو پڑھا کروں، مگر میں نے عذر کر دیا اور اپنی امت کے لئے آسانی کی درخواست کی پھر مجھ کو دو لغتوں پر پڑھنے کا پیام بھیجا مگر میں نے اس پر بھی عذر کر دیا تاکہ میری امت پر آسانی کی جائے پھر تیسری مرتبہ مجھ کو یہ جواب دیا گیا کہ میں سات لغتوں کے ساتھ قرآن پڑھوں اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ ہر سوال و جواب کے بدلے میں تم کو تین دعاؤں کا حق دیا جاتا ہے تم جو چاہو دعا کر سکتے ہو، میں نے عرض کیا: یا اللہ! میری امت کو بخش دیجئے، یا اللہ! میری امت کو بخش دیجئے، تیسری مرتبہ میں نے کہا: یا اللہ! میری امت کو اس دن بخش دے، جس دن ہر شخص تیری بخشش اور مغفرت کا امیدوار ہوگا حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام بھی۔ (مسلم)

نماز

۶:... قعدہ اخیرہ میں پوری التحیات پڑھنے کی مقدار بیٹھنا: نماز کی تمام رکعتوں کی تکمیل کے بعد قبلہ رخ بیٹھنے کی ہیئت کو اصطلاح میں قعدہ اخیرہ کہا جاتا ہے، اس قعدہ اخیرہ میں اتنی دیر تک بیٹھنا فرض، لازمی اور ضروری ہے جتنی دیر میں پوری التحیات پڑھی جا سکے اگر قعدہ اخیرہ میں نہ بیٹھا یا اتنی دیر تک نہ بیٹھا جتنی دیر تک التحیات پڑھی جاتی ہے تو اس کی وجہ سے اس کی نماز نہیں ہوگی، اس لئے کہ اس نے اقعدہ اخیرہ جان بوجھ کر یا بھول کر چھوڑ دیا اور فرض کی اس کمی کی وجہ سے اسے اپنی نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔ واضح رہے کہ قعدہ اخیرہ کی جگہ تمام رکعتوں کی تکمیل کے بعد ہے اگر کوئی شخص کسی نماز کی آخری رکعت کے بعد بیٹھنے کے بجائے کھڑا ہو گیا اور اپنی نماز کو اگلی پوری رکعت تک بڑھاتا رہا اور قعدہ اخیرہ کی طرف نہیں لوٹا اور مزید ایک رکعت بھی پڑھ لی تو قعدہ اخیرہ اپنی جگہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کی یہ نماز درست نہ کہلائے گی۔

س:...... کیا نماز کی قسمیں بھی ہیں؟

ج:...... جی ہاں! نماز کی مختلف قسمیں بھی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں: فرض عین، فرض کفایہ، واجب، سنت موکدہ، سنت غیر موکدہ، نفل۔

س:...... فرض عین کسے کہتے ہیں؟

ج:...... فرض عین ہر اس عبادت کو کہتے ہیں جس کا ادا کرنا ہر عاقل بالغ مسلمان مرد و عورت پر ہر حال میں اس کے وقت کے اندر ضروری ہو، نماز میں پنج وقتہ نمازوں کے فرائض فرض عین ہیں۔ یہ نمازیں اپنے وقت سے پہلے ادا نہیں ہوتیں، وقت کے اندر پڑھنے سے ادا کہلاتی ہیں، ادائیگی کا وقت گزر جانے کے بعد قضا کہلاتی ہیں اور اس قضا نماز کا وقت گزر جانے کے بعد پڑھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ فرض عین کا وقت پر خود پڑھنا ہر عاقل بالغ، مرد و عورت کے لئے ضروری ہے، اس کی جگہ کوئی دوسرا پڑھ ہی نہیں سکتا، اسی طرح اگر قضا ہو جائے تو قضا بھی خود ہی پڑھنی ہوگی یہاں تک کہ کسی کے مر جانے کے بعد بھی اس کی قضا نمازیں کوئی دوسرا نہیں پڑھ سکتا۔ گویا کہ یہ نمازیں ہر مسلمان عاقل بالغ، مرد و عورت پر چاہے وہ مقیم ہو یا مسافر، معروف ہو یا فارغ، بیمار ہو یا تندرست، بالغ ہونے کے بعد بھی اس کی قضا نمازیں کوئی دوسرا نہیں پڑھ سکتا۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

۱۹، ۲۰/ اکتوبر ۲۰۱۷ء

ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کا انعقاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

۱۹، ۲۰/ اکتوبر ۲۰۱۷ء بروز جمعرات وجمعہ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۳۶ ویں سالانہ دو روزہ ختم نبوت کانفرنس تاریخی شہر چناب نگر کی مسلم کالونی میں واقع عظیم الشان ادارہ کے وسیع وعریض میدان میں منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں ملک بھر سے شیوخ، اکابرین امت اور حضرات علمائے کرام تشریف لائیں گے۔ کانفرنس کے اہم موضوعات میں عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ‘ قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا اور اس سے بچنے کی تلقین کرنا‘ قادیانی جماعت کی جانب سے اسلام‘ مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف مذموم پروپیگنڈا کے سدباب کے لئے تجاویز‘ قادیانیوں کی جانب سے ”خاتم النبیین“ کی غلط تشریح کا جواب‘ عقیدۂ حیات ونزول مسیح علیہ السلام‘ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کی تشریف آوری‘ جھوٹے مدعیان مہدویت کے بارے میں امت مسلمہ کو حقائق سے آگاہ کرنا‘ مسلمانوں کو سیرت طیبہ پر عمل کرنے کی تلقین کرنا شامل ہیں۔

آیئے ذرا اس کانفرنس کی تاریخی اہمیت کا جائزہ لیتے ہیں۔ عام طور پر ہم جب جھوٹے مدعیان نبوت کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کی تاریخ ہمیں یہی بتاتی ہے کہ یہ ایسے وقت میں سر اٹھاتے ہیں جب مسلمانوں میں اضطراب ہو اور وہ مصیبت میں مبتلا ہوں۔ اس اضطراب کو انتشار میں بدل کر یہ مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے کے ساتھ ساتھ سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس تناظر میں جب ہم گزشتہ صدی کے جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کی سرگرمیوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہاں بھی یہی صورت نظر آتی ہے کہ مسلمان برصغیر میں اپنی طویل غلامی کے خلاف جدوجہد میں مصروف ہیں‘ ہزاروں علمأ کرام تختہ دار پر اس طرح لٹکائے گئے کہ خود برطانوی سامراج کے باضمیر دانشور اس ظلم پر چلا اٹھے مگر ان مظالم میں کمی نہ آئی۔ ایسے وقت میں علمائے کرام اور اکابر امت حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ‘ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ‘ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ‘ حضرت حافظ ضامن شہیدؒ نے جہاد کا اعلان کرکے شاملی کے میدان میں مجاہدین کو اتارا‘ جس میں ابتدائی طور پر ظاہری شکست ہوئی مگر تحریک آزادی کی روح مسلمانوں کے دلوں میں پھوٹ اٹھی۔ اس تحریک کو کچلنے کے لئے عسکری قوت کے ساتھ حکومت وقت نے پادریوں کے غول کے غول برصغیر میں بھیج دیئے‘ جس کو علمأ حق نے ناکام بنا دیا۔ اس راستہ سے مایوس ہو کر اسلام

مخالف مفکروں نے جھوٹے مدعی نبوت کا شوشہ چھوڑ کر مسلمانوں میں اندرونی انتشار کو ہوا دینے اور ایک دوسرے سے لڑانے کی کوشش کی اور مرزا غلام احمد قادیانی کو پہلے مناظر اسلام کے طور پر مشہور کر کے مسلمانوں کے ایک حلقے کی ہمدردی اور عقیدت کا محور بنایا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے ملہم من اللہ‘ مجدد‘ اور پھر مسیح موعود اور آخر کار جھوٹے مدعی نبوت کی حیثیت سے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ علماً لدھیانہ نے سب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کا فتویٰ دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو جہنم رسید ہوا تو اپنے پیچھے پیروکاروں کی ایک جماعت کو چھوڑ گیا جس کا پہلا خلیفہ حکیم نور الدین تھا‘ اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ بنا، اس نے جھوٹ کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی مہم بہت تیزی کے ساتھ شروع کی۔ حکومت کی سرپرستی نے ان کو بہت زیادہ جری بنا دیا اور وہ قادیان کے علاوہ کشمیر اور دیگر مقامات پر بھی مسلمانوں کے پیچھے پڑ گئے‘ ایسی صورت میں محدث العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو بہت زیادہ تشویش ہوئی اور انہوں نے لاہور میں پانچ سو علماً کرام کو جمع کر کے قادیانیوں کی سرگرمیوں کو روکنے اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرنے کی اہمیت سے آگاہ کرتے ہوئے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو ’’امیر شریعت‘‘ کا خطاب دے کر خود بھی ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور علماً سے بھی بیعت کرائی۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فوری طور پر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیوں کی سرگرمیوں کا تعاقب شروع کر دیا۔ قادیانیوں نے حکومت کے ذریعہ ان علماً کرام پر جیلوں کے دروازے کھول دیئے‘ مقدمات کی بھرمار ہوگئی لیکن علماً کرام قربانیوں کے سلسلے کو دراز کرتے ہوئے اپنے مشن میں مصروف رہے اور ۱۹۳۱ء میں قادیان میں باقاعدہ کانفرنس کی اجازت نہ ملنے کے بعد قادیان سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں نے شرکت کی۔ ۱۹۳۲ء میں دوبارہ اسی جگہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ یہ سلسلہ قیام پاکستان تک اسی طرح جاری رہا۔ قیام پاکستان کے بعد ظفر اللہ قادیانی کی کوششوں سے قادیانیوں نے چنیوٹ سے متصل دریا کے پار ایک بہت بڑا قطعہ اراضی خرید کر اسے ربوہ کا نام دیا اور قادیانیوں کو وہاں بسانا شروع کر دیا۔ یہاں پر انہوں نے سالانہ جلسہ شروع کر کے اس جلسے کو حج کا نام دیا جس میں ہر جگہ سے قادیانی جمع ہوتے تھے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام ۱۹۴۹ء میں عمل لایا گیا اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے بھی قادیانیوں کے سالانہ جلسے کے ایام میں چنیوٹ میں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد شروع کر دیا۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے‘ ظفر اللہ قادیانی کو برطرف کرنے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کے مطالبہ کے ساتھ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا۔ دس ہزار نوجوانوں نے جام شہادت نوش کیا‘ ایک لاکھ سے زائد علماً کرام اور جاں نثارانِ ختم نبوت جیلوں میں ٹھونسے گئے‘ حکومت نے لاہور میں مارشل لاء لگایا اور تحریک کو دبانے کی بھرپور کوشش کی‘ بالآخر ظفر اللہ قادیانی برطرف ہوا۔ دیگر مطالبات التوا میں ڈال دیئے گئے۔ ۲۹/مئی ۱۹۷۴ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبأ کے ساتھ ربوہ ریلوے اسٹیشن پر وہ اندوہناک سانحہ پیش آیا جو بالآخر قومی اسمبلی کی جانب سے ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے فیصلے پر منتج ہوا۔ ۱۹۸۴ء میں قادیانیوں کی اشتعال انگیز سرگرمیوں کے حوالے سے شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی قیادت میں پھر تحریک چلی جس کے نتیجہ میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری ہوا اور قادیانیوں کی سالانہ کانفرنس پر پابندی عائد ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو چناب نگر میں ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کی اجازت مل چکی تھی اس لئے ختم نبوت کانفرنس باقاعدگی کے ساتھ قادیانیوں کے مرکز چناب نگر میں منعقد ہونے لگی۔ اس طرح یہ کانفرنس ۱۹۳۱ء میں قادیان کے مضافات میں منعقد ہونے والی کانفرنس کا تسلسل ہے۔ اس کانفرنس میں امسال بھی پاکستان بھر کے مختلف شہروں سے ہزاروں کی تعداد میں عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدۂ ختم نبوت کے محافظین اور ناموس رسالت کے پاسبان شریک ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی لازوال محبت اور دلی وابستگی کا ثبوت دیں گے۔

تمام مسلمانوں سے اپیل ہے کہ وہ اس کانفرنس میں شریک ہو کر جہاں علمائے کرام، اکابرین ملت، مذہبی وسیاسی زعماء کے بیانات سے اپنے ایمان و عقیدہ کو جلا بخشیں، وہاں آج کے ماحول اور حالات میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے راہنما اصولوں سے بھی مستفید ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تحفظ کرنے، زندگی بھر اس کو مشن بنانے اور اس پر موت نصیب فرمائے اور آخرت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیّدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہٖ أجمعین.

مسلمانوں کی موجودہ پریشان حالی

اسباب وحل

مولانا امدادالحق بختیار قاسمی

ایک طائرانہ اور سرسری نگاہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے موجودہ احوال پر ڈالی جائے، برما ہو یا شام، فلسطین ہو یا افغانستان، افریقا یا امریکا، عراق ہو یا یمن، ہر ملک اور دنیا کے ہر خطہ میں مسلم قوم تاریخ کے بدترین دور سے گزر رہی ہے، پورا کرۂ ارض مسلمانوں کے خون سے رنگین کیا جارہا ہے۔ دنیا کا یہ گھروندا اور یہ سیارہ ارضی ہر طرف سے مسلمانوں کی آہ وبکا اور چیخ وپکار سے گونج رہا ہے، اس دورِ ظلم وستم میں مسلمان کا خون سب سے آسان اور ارزاں ہوگیا ہے۔ نیز دنیا کے کسی گوشہ سے بھی مسلمانوں کی ہمدردی اور حمایت میں کوئی آواز نہیں اٹھ رہی ہے۔

ایک منظم اور گہری سازش کے ساتھ دنیا کے ہر آباد خطہ میں امت مسلمہ کو نشانہ بنایا جارہا ہے، ایسا لگتا ہے کہ تمام اقوام عالم نے کوئی ٹھوس اور انتہائی خطرناک معاہدہ اور اتفاق کیا ہو، جس معاہدہ پر دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام طاقتیں عمل پیرا نظر آتی ہیں۔ امت مسلمہ کی جان ومال، عزت وآبرو اور دینی وملی تشخص سب داؤ پر ہیں، مسلمانوں کے اقتصادی ذرائع بھی نشانہ پر ہیں، جان بھی خطرے میں ہے، عزت وآبرو بھی پامالی کی دہلیز پر ہے اور دین ومذہب تو اغیار کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح چبھ رہا ہے۔ تمام اقوام عالم نے ایک زبان ہوکر دہشت گردی کو اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ جوڑ دیا ہے، جس کی وجہ سے ہر جگہ کے مسلمان شک کی نگاہ سے دیکھے جارہے ہیں، نیز مذہبی اور جنسی تشدد کے بھی شکار ہورہے ہیں۔

ایک جانب مسلم امت کی پوری دنیا میں یہ بدترین حالت ہے، جس سے بالکل صاف اور واضح نظر آتا ہے کہ اس وقت سب سے زیادہ پریشان، مصیبت زدہ، بدنام اور پیچھے (Back Word) مسلمانوں کے علاوہ کوئی دوسری قوم نہیں، دوسری جانب ہم قرآن کریم میں دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حوالے سے ارشاد فرماتا ہے: ''تم بہترین امت ہو'' یعنی دنیا کی سب سے اچھی امت ہو، حالانکہ سب سے اچھی امت اسے کہتے ہیں جسے دنیا میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جائے، دیگر اقوام جسے نمونہ بنائیں، اس کی پیروی کی جائے، اس کی تہذیب کو اپنایا جائے نیز وہ ایسی امت ہو کہ خوش حالی کی زندگی گزارے، تمام طرح کی دنیاوی پریشانیوں سے مامون ومحفوظ ہو۔

ان میں سے کوئی چیز بظاہر امت مسلمہ میں دیکھنے کو نہیں ملتی، جس کی وجہ سے ذہن میں یہ سوال گردش کرتا ہے کہ مسلمان ''بہترین امت'' کیسے ہیں؟ جب کہ ہمارا کامل ایمان وراسخ عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان میں کسی طرح کے شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہوسکتی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''ومن اصدق من اللہ قیلا'' اللہ سے زیادہ سچی بات کس کی ہوگی۔

دراصل یہ جملہ کہ تم ''بہترین امت ہو'' اللہ تبارک وتعالیٰ کا دعویٰ محض نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ''خیر امت'' کی علت اور اس کا سبب یا کہیے کہ اس کی شرط اور وصف بھی بیان کیا ہے، اب ہمیں غور کرنا چاہئے کہ امت میں یہ وصف باقی ہے یا نہیں، ظاہر ہے کہ اگر اللہ کی طرف سے بیان کردہ شرط امت میں باقی نہ ہو تو یہ امت ''مقامِ خیریت'' پر کیسے برقرار رہ سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں اس امت کے ''بہترین'' ہونے کا راز یہ بیان فرمایا ہے: ''اخرجت للناس'' یعنی یہ امت دوسرے لوگوں کے فائدے کے لئے پیدا کی گئی ہے، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اس امت کو اس دنیا میں اس لئے بھیجا گیا ہے تاکہ وہ تمام انسانیت کی فکر لے کر زندگی گزارے، یہ کتنا ہمہ گیر مفہوم ہے اور اس چھوٹے سے جملہ میں اللہ تعالیٰ نے کتنی بڑی ذمہ داری اس امت کے کاندھے پر ڈالی ہے، یہ مختصر سا جملہ پوری زندگی، پوری انسانیت اور اس کی تمام تر ذمہ داریوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے، اب غور کریں کہ اس امت میں یہ عنصر اور جذبہ اور اس کی عملی شکل باقی رہی یا نہیں، یہ آیت ہمیں دعوت محاسبہ دیتی ہے اور زندگی کے صرف چند گوشوں کا محاسبہ نہیں، بلکہ ایک ہمہ جہت محاسبہ کی دعوت دیتی ہے، جو تمام شعبہ ہائے زندگی کو محیط ہو۔

محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
مسلمانوں میں خوں باقی نہیں ہے
صفیں کج، دل پریشاں، سجدے بے ذوق
کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے

اس آیت کا مطلب تو یہ ہے کہ یہ امت اپنے لئے، اپنی خواہشات پوری کرنے کے لئے، صرف اپنی زندگی جینے کے لئے اور صرف اپنے آپ سے مطلب رکھنے کے لئے پیدا نہیں کی گئی بلکہ اس امت کی خصوصیت یہ ہے کہ تمام اقوام اور مخلوقات اپنی زندگی جینے کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور یہ امت دوسروں کی بہبودی کی فکر کے لئے پیدا کی گئی ہے، اپنی زندگی تو ایک جانور بھی جی لیتا ہے، اس امت کا امتیاز یہ ہے کہ اسے ایک بڑی ذمہ داری دے کر بھیجا گیا ہے، ایک ہمہ گیر ہمہ جہت ذمہ داری اور وہ ہے زندگی کے تمام شعبوں میں دیگر لوگوں کی فلاح و بہبود کی فکر کرنا۔

اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا
کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں

اور اس سے مراد صرف عبادات کی فکر نہیں ہے بلکہ زندگی کے تمام مراحل کی فکر ہے، اس آیت کے مطابق مسلمانوں کو زندگی کے ہر شعبے میں لوگوں کی خدمت کرنی چاہئے، ان کی صحیح اور کامیاب راہنمائی کرنی چاہئے، نقصانات اور خسارہ سے انسانوں کو بچانا چاہئے، نیز آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’لوگوں کے لئے‘‘ یہ نہیں فرمایا: ’’مسلمانوں کے لئے‘‘ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر صرف مسلمانوں کی ذمہ داری نہیں ڈالی بلکہ تمام اقوام عالم کی کامیاب زندگی کا عظیم فریضہ اس امت کے حوالے کیا گیا ہے۔

یہ بھی مسلّمہ حقیقت ہے کہ دنیا کی تمام اقوام کی زندگی کے تمام شعبوں میں خدمت اور راہنمائی کرنا، تعلیم کے بغیر ممکن نہیں، لہٰذا اس سے یہ نتیجہ بآسانی نکلتا ہے کہ مسلمانوں کو دنیا کے تمام مباح اور جائز علوم وفنون میں مہارت حاصل کرنی چاہئے، کیونکہ اس کے بغیر کسی کی خیر خواہی اور اس کی صحیح راہنمائی اور نقصان سے اسے بچانا ممکن نہیں جب تک مسلمان تعلیم کے میدان میں نمایاں مقام حاصل نہیں کریں گے، وہ ’’خیر امت‘‘ کا فریضہ ادا نہیں کر سکتے اور ’’اخرجت للناس‘‘ کی ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔

اسی کے ساتھ دینی تعلیم کی جانب بھی توجہ انتہائی ناگزیر ہے کیونکہ مسلمانوں کے لئے اسلامی تعلیم وہی حیثیت رکھتی ہے، جو حیثیت روح کی جسم کے اندر ہے، جیسے روح کے بغیر جسم ایک لاش ہے، اسی طرح اسلامی تعلیم کے بغیر مسلمان بھی لاش ہے یا زندہ لاش کی طرح ہے، مسلمانوں کو اس دنیا میں رہبری اور قیادت کا فریضہ انجام دینا ہے مگر دیگر اقوام کے تہذیبی دھارے میں ضم ہو کر اور ان کے تہذیبی بہاؤ میں بہہ کر نہیں بلکہ یہ کام اسلامی شناخت اور پہچان کے ساتھ کرنا ہے، جیسے دنیا کی ہر ٹیم اپنی الگ شناخت کے ساتھ کام کرتی ہے، رضا کارانہ خدمات انجام دینے والے اداروں کے ممبران کی مستقل پہچان ہوتی ہے، فوج کی الگ پہچان ہوتی ہے، ڈاکٹر، اس کی الگ پہچان ہوتی ہے یعنی جتنی ذمہ دار جماعتیں ہیں ان کی ایک الگ شناخت ہوتی ہے۔

اس طرح مسلمان عام لوگ نہیں ہیں بلکہ ایک ذمہ دار ملت ہے اور اس کی ذمہ داری ہمہ گیر بھی ہے، جہت اور دائمی بھی، لہٰذا مسلمان کا اندرون بھی اسلامی تعلیمات سے، اخلاق سے اور عقائد سے پاکیزہ ہونا چاہئے اور ظاہری وضع قطع بھی اسلامی تعلیمات کے ساتھ آراستہ ہو، دیکھنے والے کو ایک مسلمان ہر اعتبار سے ممتاز لگے، ظاہر ہے، اخلاق سے، معاملات سے اور شب و روز کے معمولات سے دیکھتے ہی معلوم ہو کہ یہ کوئی مسلمان ہے اور ہم دنیا کے اس سفر میں ایسی خوبصورت مثال قائم کریں کہ دنیا والے ہمارے اخلاق و کردار کی مثالیں دیں، ہمارے لباس کی نقل اتاریں اور ہمارے دین و مذہب کو قدر کی نگاہوں سے دیکھیں۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

خلاصہ یہ کہ اس آیت کی روشنی میں مسلمانوں کی موجودہ پریشان حالی کے اسباب یہ ہیں کہ وہ لاشعوری اور غفلت کی زندگی گزار رہے ہیں جب کہ انہیں اس ذمہ داری کے ساتھ دنیا میں بھیجا گیا ہے کہ وہ اس معمورہ میں بسنے والے تمام افراد کے نفع و نقصان کی فکر کریں، مگر وہ اپنی ذاتی زندگی میں گم ہو کر اپنی اس عظیم ذمہ داری کو بھول بیٹھے، دوسرا سبب یہ ہے کہ مسلمان تعلیمی اور فنی میدان میں بہت پیچھے رہ گئے اور تعلیم کے بغیر کسی قوم کی کسی بھی میدان میں صحیح راہنمائی کرنا محض خواب و خیال ہے، تیسرا سبب یہ ہے کہ دین سے ان کا رشتہ بہت کمزور پڑ چکا ہے، چنانچہ دینی تعلیمات، اسلامی طرز زندگی اور اسلامی اخلاق ان کی زندگی سے عنقا ہو رہے ہیں، وہ دیگر اقوام کی لادینی تہذیبوں میں فنا ہو گئے۔

لہٰذا مسلمانوں کو ان تینوں اسباب میں غور کرنا چاہئے اور ان تینوں کی طرف سنجیدہ اقدامات کرنے چاہئے ان شاء اللہ! کامیابی و کامرانی ان کا مقدر ہوگی اور زمین کی سربراہی اور دیگر اقوام کی قیادت و سیادت انہیں حاصل ہوگی، وہ ایک قائد امت بن کر دوبارہ ابھر سکیں گے اور پوری دنیا انہیں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھے گی۔ اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد ہے:

’’وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ‘‘ (آل عمران:۱۳۹)

ترجمہ: ’’نہ آئندہ کے لئے ہمت ہارو اور نہ (موجودہ اور گزرے ہوئے تکلیف دہ حالات پر) غم کرو، تم ہی سربلند رہو گے شرط یہ ہے کہ تم ایمان پر قائم رہو۔‘‘

عالم ہے فقط مومن جانباز کی میراث
مومن نہیں جو صاحب لولاک نہیں ہے

اسلامی تقویم.....سن ہجری کی ابتدا

مولانا امیر احمد قاسمی

اس سینہ گیتی پر آباد تمام اقوام و مذاہب لین دین' خرید و فروخت' معاملات' معاہدات' عبادات و دیگر چیزوں میں تاریخ و یوم کا التزام و اہتمام کرتی تھیں اور کسی نہ کسی اہم اور بڑے واقعات سے ہی سن کی ابتدا مانتی تھیں' چنانچہ بہت پہلے فارسیوں نے اپنے کسی بادشاہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے ''تاریخ فارسی'' یعنی سن فارسی کا اجرا کیا' اور سن ہجری کے آغاز سے تقریباً ۸۹۲ سال قبل رومیوں نے اپنے بادشاہ اسکندر بن فلپس المقدونی کی طرف منسوب ''تاریخ رومی'' یعنی سن رومی کی ابتدا کی۔ نیز سن ہجری سے تقریباً ۶۳۷ سال پہلے ہی راجہ بکر ماجیت کی طرف منسوب ''تاریخ ہندی'' سن فصلی وجود میں آئی۔ اسی طرح سن ہجری سے کم و بیش ۵۸۰ سال قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف انتساب کرتے ہوئے سن عیسوی شمسی وجود میں آئی۔ (ایک عالمی تاریخ صفحہ ۱۱)

اس کے علاوہ زمانہ جاہلیت میں بھی بڑے بڑے واقعات کی یادداشت کے خاطر سن کا آغاز کیا گیا۔ مثلاً بنی اسماعیل نے نار ابراہیمی سے سن کا آغاز مانا' پھر کچھ دنوں کے بعد حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تعمیر بیت اللہ سے سن کی ابتدا قرار دی گئی' اور اس کے بعد ایک زمانہ تک کعب بن لوی کی وفات سے سال کا اعتبار ہوتا تھا۔ پھر اصحاب فیل کے واقعہ کے ساتھ سن کا حساب جوڑ دیا گیا' لیکن یہ بات یاد رہے کہ مذکورہ تمام سنین میں سن عیسوی شمسی اور سن فصلی ہندی کی زیادہ شہرت ہوئی اور ان ہی دونوں سنوں سے زیادہ تر اپنی سابقہ یادداشتوں کا حساب کیا جانے لگا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۳ ص: ۲۲۷' الفاروق ج ۲ ص ۶۵)

پھر سن ۱۶ ہجری یا ۱۷ ہجری یا ۱۸ ہجری علی اختلاف الاقوال خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ایک اور سن کا آغاز ہوا' جو سن ہجری کے نام سے موسوم ہوا' اور اس کی ابتدا ہجرت کے سال سے قرار دی گئی جو آج تک جاری و ساری ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۳ ص: ۲۳۶' الفاروق ج ۲ ص ۶۵)

اسلام میں سن ہجری کی ابتدا کس طرح ہوئی:

امیر المومنین حضرت فاروق اعظمؓ کی خلافت کے زمانہ میں آپ کی خدمت میں ایک چک پیش کیا گیا' جس میں صرف شعبان کا لفظ لکھا ہوا تھا' تو اسے دیکھ کر خلیفۃ المسلمین نے ارشاد فرمایا کہ مذکورہ چک میں یہ کیسے معلوم ہو کہ موجودہ شعبان مراد ہے یا گزشتہ۔ بعض مورخین نے سن ہجری کے آغاز کے بارے میں دوسرا واقعہ نقل کیا ہے کہ دور فاروقی میں حاکم یمن حضرت ابو موسیٰ اشعری نے امیر المومنین حضرت عمرؓ کو لکھا کہ آپ کی جانب سے جتنی تحریریں موصول ہوتی ہیں' ان پر تاریخ کا اندراج نہیں ہوتا ہے کہ کون سی تحریر کس وقت کی ہے' اس لئے تاریخ کے اندراج کا اہتمام کیا جائے۔

چنانچہ اسی وقت صحابہ کرامؓ کی مجلس شوریٰ طلب کی گئی۔ جس میں کبار صحابہ جمع ہوئے اور مسئلہ مذکورہ میں تبادلہ خیال کیا گیا' موجودہ صحابہ میں سے ایک صحابی نے رائے دی کہ فارسیوں کی تقلید کی جائے اور اس کے لئے ہرمزان' شاہ خورستانؒ کو' جو مشرف باسلام ہو کر مدینہ منورہ میں مقیم تھا' طلب کیا گیا اور اس نے کہا کہ ہمارے یہاں اندراج تاریخ کے لئے جو حساب رائج ہے' اس کو ''ماہ۔ روز'' کہتے ہیں' اور اس میں مہینہ اور تاریخ دونوں کا تذکرہ ہوتا ہے۔ چونکہ اہل فارس اپنے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ سے تاریخ کا آغاز کرتے تھے' جس کے باعث مذکورہ قول ناپسند کیا گیا۔

اس کے بعد ایک دوسرے صحابیؓ نے رومیوں کی تقلید کا مشورہ دیا' لیکن اتفاق سے وہ بھی اپنے بادشاہ اسکندر بن فلپس المقدونی سے سن کی ابتدا قرار دیتے تھے' جس کی وجہ سے یہ قول بھی رد کر دیا گیا' پھر بعض صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اور بعض نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے تاریخ کی ابتدا کئے جانے کی رائے دی کہ بڑا عظیم واقعہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس قول کو ناپسند قرار دے کر فرمایا کہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا صدمہ برابر تازہ ہوتا رہے گا' تو بعض نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر تاریخ کی بنیاد رکھنے کی طرف نشان دہی کی' لیکن خلیفہ ثانی نے اس قول کو یہ فرماتے ہوئے رد کر دیا کہ یہ تاریخ اور بھی زیادہ رنج و الم کا باعث بنے گی' کیونکہ اس زمانے میں ہم لوگ کفر و

ضلالت کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے۔اور بالآخر حضرت علی کرم اللہ وجہہ و دیگر صحابہ کرامؓ نے اس مسئلہ لاینحل کی گرہ کشائی کرتے ہوئے ہجرت سے سن ہجری کی ابتدا کا مشورہ دیا اور فرمایا کہ ہجرت کے وقت سے ہی اسلام کو قوت غلبہ' کامیابی' فتح و نصرت اور دولت اسلام دن بدن ترقی ہوتی شروع ہوگئی تھی۔ اس لئے اسلامی تاریخ اور سن کی بنیاد ہجرت مدینہ منورہ کے عظیم الشان تاریخی واقعہ پر رکھا جانا زیادہ ہی موزوں اور مناسب ہوگا۔ چنانچہ امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ نے اسی آخری قول کو ترجیح دیتے ہوئے سن ہجری کی ابتدا ہجرت کے عظیم اور اہم واقعہ سے قرار دیا' اور اسی قول پر تمام صحابہ کرامؓ کا اتفاق و اجماع ہوگیا اور اس طرح اسلام میں سن ہجری کی ابتدا عمل میں آئی۔

(البدایہ والنہایہ ج۳ص:۲۳۶'الفاروق ج۲ص۶۵)

باتفاق صحابہ کرامؓ واقعہ ہجرت سے سن ہجری کے آغاز پر بخاری شریف میں روایت ہے:

''حضرت سہل بن سعدؓ نے فرمایا' کہ صحابہ کرامؓ نے سن ہجری کی ابتدا نہ تو آپ کی بعثت سے قرار دیا اور نہ ہی آپ کے وصال' بلکہ سن کا آغاز آپ کے قدوم مدینہ (ہجرت) کے وقت سے ہی قرار پایا۔''

علامہ واقدی نے نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے سن و تاریخ کے بارے میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا تو صحابہ کرامؓ نے ہجرت کے عظیم واقعہ سے ہی سن ہجری کی ابتدا کرنے پر اجماع و اتفاق کیا۔

اسی طرح ابوداؤد طیالسی نے سن ہجری کی ابتدا میں تفصیلی واقعہ تحریر کرتے ہوئے ہجرت سے ہی سن کے آغاز پر صحابہ کرامؓ کا اجماع نقل کیا ہے۔

یاد رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ آمد ماہ ربیع الاول میں ہوئی تھی' جس کا تقاضا یہ تھا کہ سن ہجری کی ابتدا ماہ ربیع الاول سے ہوتی' لیکن عرب کا دستور تھا کہ وہ محرم الحرام سے سال کا آغاز مانتے تھے' اس لئے جب صحابہ کرام نے سن ہجری کی ابتدا کا ہجرت سے ہونے پر اتفاق و اجماع کرلیا تو عرب کے دستور کے مطابق ماہ محرم الحرام ہی سے سال کے آغاز کا نفاذ کیا گیا۔

چنانچہ علامہ ابن جریرؒ نے نقل کیا ہے کہ رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرمان باری ''والفجر 0 ولیال عشر 0'' کی تفسیر میں ''والفجر'' سے محرم کا مہینہ یعنی سال کی فجر مراد لیتے ہیں اور عبیداللہ ابن عمیر سے منقول ہے کہ محرم اللہ کا مہینہ ہے اور وہی سال کا شروع ہے۔ جس ماہ میں لوگ بیت اللہ کو سونے کا کام کیا ہوا غلاف پہناتے تھے اور اسی ماہ سے لوگ تاریخ شمار کرتے تھے۔ اسی طرح احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ یعلی بن امیہ نے ملک یمن میں سن تحریر کرنے کی ابتدا کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ ربیع الاول مدینہ تشریف لائے' لیکن لوگوں نے سن ہجری کی ابتدا کو محرم الحرام سے قرار دے دیا۔

(ایک عالمی تاریخ صفحہ۱۲)

ہجرت کا اسلام میں موثر کردار:

عہد عمری میں صحابہ کرامؓ کا واقعہ ہجرت سے سن کے آغاز پر اتفاق کرنا یہ اس بات کی واضح علامت ہے کہ ہجرت کا اسلام میں بڑا نمایاں اور موثر کردار رہا ہے۔ چنانچہ ہجرت کے بعد ہی غزوہ بدر' غزوہ احد' غزوہ بنی مصطلق' غزوہ خندق' صلح حدیبیہ' فتح خیبر' جنگ موتہ' فتح مکہ' غزوہ حنین' غزوہ تبوک وغیرہ غزوات و سرایا پیش آئے۔ جس کی وجہ سے کفار و مشرکین و دیگر معاندین اسلام کا غرور ٹوٹا اور انہوں نے پسپائی قبول کی۔ اسلام کو عزت اور غلبہ حاصل ہوا۔ اسلام اور متبعین اسلام کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔ دینی و دنیاوی کاموں میں ترقی کے موانع ختم ہوئے۔ ہجرت کے بعد ہی ملکوں کے فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا۔ نیز ہجرت کے بعد ہی کھلے طور پر عبادت کرنے کی آزادی ملی اور مساجد وغیرہ کا قیام عمل میں آیا' جس کے ذریعہ مسلمانوں کو اپنے رب سے رشتہ مضبوط کرنے کا مزید موقع فراہم ہوا اور سب سے اہم امر یہ کہ ایک اسلامی مملکت و اسلامی حکومت کا قیام وجود میں آیا' جس کے ذریعہ تمام احکامات کی ترویج و اشاعت اور اس کو عملی جامہ پہنانے کا میدان ہاتھ آیا۔ الغرض ہجرت کے بعد ہی اسلام کو کامل و مکمل قوت و غلبہ اور بے نظیر ترقی و کامیابی حاصل ہوئی۔

(البدایہ والنہایہ ج۳ص:۲۳۲)

سن ہجری سے حساب آسان ہوتا ہے:

موجودہ وقت میں جتنے بھی سن مروج ہیں' ان میں کسی نہ کسی نوع سے دشواری ضرور ہے اور اس کا ادراک ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے۔ مثلاً سن عیسوی شمسی میں مہینوں کے ایام کی تعداد میں تفاوت نہیں ہے' کوئی مہینہ ۲۸ یوم کا' کوئی ۲۹ یوم کا' کوئی ۳۰ یوم کا' کوئی ۳۱ یوم کا ہوتا ہے۔ اب اس سن کے مہینوں کے ایام کے فرق کو حسابی قانون سے واقف اور قواعد ریاضیہ میں ماہر شخص ہی آسانی سمجھ سکتا ہے کہ کون سا مہینہ کس سال میں کتنے دن کا ہوگا۔ اسی طرح سن فصلی (ہندی سال) جس میں چیت' بیساکھ' جیٹھ' اساڑھ وغیرہ مہینے ہوتے ہیں۔ ناخواندہ اور دیہات کے لوگ تو اس کے مہینوں کو یاد رکھتے ہیں' مگر ہر تیسرے سال یا حسب موقع جب کبھی ایک ماہ کا لوند لگتا ہے تو اس وقت ان کو بھی اس کے سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے۔

اس کے بالمقابل سن ہجری اور اس کے مہینوں

کا یاد رکھنا بہت آسان ہے' اس کو ہر آنکھ والا طلوع چاند کے وقت آسمان پر نگاہ ڈال کر معلوم کرسکتا ہے اور ہر عالم' جاہل' دیہاتی' شہری' خواہ وہ کہیں کا بسنے والا ہو' باسانی جان سکتا ہے کہ مہینہ ۳۰ دن کا ہے یا ۲۹ دن کا ہے اور اس کے ادراک کے لئے حساب کے قانون کی بالکل ضرورت نہیں پڑتی۔ چاند دیکھ کر ایک مہینہ کا آغاز اور دوسرے کا اختتام ہوتا ہے۔ نیز مذکورہ سن میں سال بھر میں کسی حذف واضافہ وغیرہ کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی ہے۔(اصح السیر)

سن ہجری سے حساب کا شرعی حکم:

قرآنی نصوص سے یہ واضح اشارہ ملتا ہے کہ شریعت مطہرہ میں سن ہجری کا حساب متعین ہے۔ اکثر عبادات اور احکام شریعہ خصوصاً ان عبادات میں جن کا تعلق کسی مخصوص مہینے اور اس کی تاریخوں سے ہے۔ جیسے رمضان المبارک کے روزے' حج بیت اللہ' عیدین' عدت اور طلاق وغیرہ کہ مذکورہ اعمال کے وجود کا دارومدار سن ہجری کے ذریعہ حساب پر ہوتا ہے' اس لئے اس کی حفاظت اور انضباط فرض کفایہ ہے۔

(معارف القرآن ج اول ص:۴۶۸' بیان القرآن ج اول ص:۱۰۷'۱۰۸)

اور فرض کفایہ شرعاً مطلوب ہے' بنا بریں سن ہجری کے ذریعہ حساب بھی شرعاً مطلوب ومقصود ہے۔ البتہ بضرورت سن عیسوی یا سن فصلی یا دیگر سنین کے ذریعہ حساب کی گنجائش ہے' لیکن تاریخ کے اندراج کے وقت تطبیق کی راہ اختیار کرتے ہوئے تاریخ وسن ہجری اور اس کے بعد عیسوی شمسی تاریخ و سن تحریر کرنا چاہئے' کیونکہ سن وتاریخ ہجری کے ساتھ حساب اسلامی شعار اور شناخت ہے' جس سے بے اعتنائی اور غفلت غیرت اسلامی کے خلاف ہے۔

(بیان القرآن ج:اول صفحہ ۱۰۸)

☆☆............☆☆

کونین میں شہرت ہے سرکار دوعالم کی (ﷺ)

کونین میں شہرت ہے سرکار دو عالمؐ کی
چھائی ہوئی رحمت ہے سرکار دو عالمؐ کی

مومن کی نگاہوں میں فردوس سے بھی بڑھ کر
آغوش محبت ہے سرکار دو عالمؐ کی

اے ارض مدینہ کاش آنکھوں میں تجھے رکھوں
جنت ہے تو جنت ہے سرکار دو عالمؐ کی

انوار تجلی سے ہیں دونوں جہاں روشن
کیا شمع رسالت ہے سرکار دو عالمؐ کی

مردے ہی نہیں کلمہ پتھر بھی پکار اٹھیں
ٹھوکر میں وہ قدرت ہے سرکار دو عالمؐ کی

اُمی تھے مگر سینہ گنجینۂ حکمت تھا
مشہور فصاحت ہے سرکار دوعالمؐ کی

لازم ہے جسے رہنا' سرتاج امم بن کر
وہ خاص جماعت ہے سرکار دو عالمؐ کی

طیبہ کا ہر اک کوچہ' کیوں کر نہ معطر ہو
پھیلی ہوئی نکہت ہے سرکار دو عالمؐ کی

اے زائر خوش قسمت روضہ کی زیارت بھی
دراصل زیارت ہے سرکار دو عالمؐ کی

تاحشر رہے یارب! محفوظ حوادث سے
دل میں جو امانت ہے سرکار دو عالمؐ کی

کہتے ہوئے مرقد سے محشر میں حمید آئے
مجھ کو تو ضرورت ہے سرکار دو عالمؐ کی

زائرحرم حمید صدیقی لکھنوی

تجارت اور سیرت نبوی

شیخ الحدیث مولانا زاہدالراشدی مدظلہ

تجارت وہ ناگزیر ضرورت ہے جس کے بغیر انسانی معاشرے کا نظام نہیں چل سکتا، اللہ تعالیٰ نے تجارت کو انسانوں کی معاشی ضروریات پوری کرنے کا ایک ذریعہ بنایا ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق زراعت، تجارت، ملازمت اور مال غنیمت کمائی کے وہ حلال اور جائز طریقے ہیں جن کے ذریعے انسان اپنی ضروریات زندگی مہیا کرسکتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کو کمائی کے بہترین ذرائع میں ارشاد فرمایا ہے، بہت سی روایات ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کی فضیلت واہمیت ذکر فرمائی ہے، درجات بیان فرمائے اور تجارت کے متعلق احکامات ارشاد فرمائے ہیں۔ احادیث میں کتاب البیوع کے عنوان سے مستقل کتابیں ہیں اور تجارت وکاروبار کے حوالے سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات واضح ہیں۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی نبوت سے پہلے تجارت کو بطور پیشہ اختیار کیا اور اس پر بہت سی روایات ہیں کہ آپ لین دین کیسے کرتے تھے اور کاروباری معاملات کیسے طے فرماتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی کا سبب بھی تجارت ہی تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا قریش کی ایک باعزت تاجر خاتون تھیں اور ان کا تجارتی قافلہ شام کے علاقے میں جایا کرتا تھا، وہ خود تو تجارت کے لئے نہیں جاتی تھیں، لیکن ان کے نمائندے اور کارندے جاتے تھے۔ تجارت کے سارے عمل کا انحصار صرف نمائندوں پر ہو تو معاملہ اتنا قابل بھروسہ نہیں رہتا اس لئے حضرت خدیجہ کو تلاش ہوتی تھی کہ کوئی دیانت دار اور قابل اعتماد آدمی ان کی تجارت کو سنبھالے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مکہ مکرمہ میں یہ مشہور تھا کہ آپ امین ہیں، صادق ہیں، سچے ہیں، دیانتدار ہیں، بااخلاق اور قابل اعتماد ہیں۔ چنانچہ حضرت خدیجہؓ نے یہ دیکھنے کے لئے جو کچھ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سن رکھا ہے یہ کہاں تک ٹھیک ہے؟ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا اور پیشکش کی کہ آپ ایک سال میرے تجارتی قافلے کی سربراہی کریں۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ کا تجارتی قافلہ لے کر شام گئے اور پھر واپس آئے، یہ تجارتی سفر حضرت خدیجہؓ کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتماد کا باعث بنا اور پھر حضور کے ساتھ حضرت خدیجہؓ کے رشتے کا سبب بھی بنا، یوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجہؓ کے ساتھ نکاح ہوگیا۔ یہ شادی اتنی بابرکت ثابت ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور نبوت کے اعلان کے بعد حضرت خدیجہ کا سارا مال حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی خرچ ہوا۔

سچے اور دیانتدار تاجر کا رتبہ:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کے حوالے سے مختلف مسائل بیان فرمائے اور آداب بھی، اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جامع حدیث روایت ہوئی ہے:

”التجار الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین۔“

ترجمہ: ”سچا اور دیانت دار تاجر (جنت میں) نبیوں، صدیقین، شہدا اور صالح لوگوں کے ساتھ ہوگا۔“

محدثین فرماتے ہیں کہ اس ارشاد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں باتوں کا احاطہ کیا ہے۔ پہلی یہ کہ گفتگو میں سچا ہو، دوسرا یہ کہ مال کے معاملے میں دیانت دار ہو۔ یعنی بات طے کرتے وقت جھوٹ نہ بولتا ہو اور فروخت کے وقت مال میں گڑبڑ نہ کرتا ہو، یہی دو باتیں تجارت کی بنیاد ہیں کہ بات سچی ہونی چاہئے اور مال خالص ہونا چاہئے، لیکن بطور تاجران دونوں باتوں پر عمل آسان کام نہیں ہے۔ ایک تاجر کے لئے اس رتبے کا حصول ناممکن تو نہیں ہے لیکن مشکل ضرور ہے۔ گفتگو میں سچائی کے متعلق جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ آدمی جو قسم اٹھا کر مال بیچتا ہے، اس کا مال تو بک جاتا ہے لیکن اس میں برکت نہیں رہتی، یعنی ایسا آدمی جو قسمیں اٹھا کر اپنے مال کے متعلق لوگوں کو یقین دلاتا ہے۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمی ہیں، جن پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔ ایک ”المنان“ وہ آدمی جو کسی کے ساتھ احسان کرکے جتلائے یعنی کسی کی مشکل میں کام آیا اور اس کے ساتھ نیکی کی لیکن بعد میں کسی موقع پر جتلا بھی دیا کہ میں نے فلاں وقت تمہارے ساتھ یہ نیکی کی تھی۔ قرآن کریم میں ہے کہ جتلانے کے ساتھ نیکی برباد ہوجاتی ہے۔ فرمایا: ایسا شخص جنت کی خوشبو نہیں سونگھے گا۔ دوسرے آدمی کے متعلق فرمایا! ”مدمن الخمر“ ”شراب پر دوام کرنے والا، یعنی شراب کا عادی شخص جنت کی خوشبو

نہیں سونگھے گا۔ تیسرے آدمی کے متعلق فرمایا: "المنفق سلعة بالحلف الكاذب" جھوٹی قسم اٹھا کر سودا بیچنے والا۔ یعنی ایسا شخص بھی جنت کی خوشبو نہیں سونگھ پائے گا جو جھوٹی قسم کے ذریعے اپنے گاہکوں کو اعتماد دلا کر خوب مال بیچتا ہو۔

تجارت کے اصول وضوابط:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کی ہر ایسی قسم کی مذمت فرمائی ہے جس میں دھوکا اور فریب ہو، جس میں جھوٹ اور بددیانتی ہو یا جس میں عام لوگوں کو پریشانی اور نقصان ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی صورتوں کو غش یعنی دھوکے سے تعبیر کیا اور انہیں ممنوع قرار دیا۔

دھوکے سے خراب مال بیچنا:

ایک روایت میں آتا ہے کہ جناب نبی کریم ایک مرتبہ بازار میں تشریف لے جارہے تھے دیکھا کہ ایک صاحب غلہ بیچ رہے تھے، گندم یا جو کا ڈھیر تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گزرتے ہوئے اس کے پاس رکے اور معائنے کی غرض سے غلے کے ڈھیر کے اندر ہاتھ ڈال کر دیکھا، وہ غلہ اوپر سے خشک تھا لیکن اندر سے گیلا تھا۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ بیچنے والے نے کہا: یارسول اللہ بارش ہوگئی تھی، آپؐ نے فرمایا: کیا بارش غلے کے اندر ہوگئی تھی؟ اس موقع پر آپ نے فرمایا: "من غشنا فليس منا"... جس نے ہمیں تجارت میں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔... خراب مال چھپا کر صحیح مال کے ساتھ بیچنا بھی دھوکے ہی کی ایک قسم ہے تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تاجر جنت میں نبیوں کا ساتھی ہوگا لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ وہ گفتگو میں سچا ہو اور مال میں دیانت دار ہو۔

جھوٹی بولی دینا:

ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لاتنا جشوا"... نجش مت کرو... نجش یہ ہے کہ خریدنے کے ارادے کے بغیر صرف مال کی قیمت بڑھانے کے لئے بولی دینا۔ مثلاً کسی چیز کی نیلامی ہورہی ہے جس کے لئے لوگ اپنی اپنی بولی دے رہے ہیں، ان میں سے ایک آدمی خریدنا تو نہیں چاہتا لیکن صرف بھاؤ میں گڑبڑ کرنے کے لئے بولی دے رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام اور جھوٹ قرار دیا۔

تجارتی مال پر اجارہ داری:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین سے منع فرمایا۔ اس زمانے کے عرف میں جو تجارت کے اندر خرابی کی باتیں ہوتی تھیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نشاندہی کی۔ تلقی کیا ہے؟ اس دور میں بھی تجارت کی منڈیاں لگتی تھیں، جس میں باہر سے قافلے آتے تھے اور سامان کی خرید وفروخت کرتے تھے۔ آج کا زمانہ تو ترقی یافتہ ہے، سڑکیں ہیں، ریل گاڑیاں اور جہاز ہیں جن کی وجہ سے سامان کی آمد و رفت اور خرید وفروخت بہت جلد ہوجاتی ہے۔ اس زمانے میں منڈیاں تو ایسے ہی لگتی تھیں لیکن آمدورفت کا سلسلہ بہت سست رفتار ہوتا تھا، مہینوں بعد دور دراز سے قافلے آتے تھے جن سے مقامی خریدار سامان خرید لیتے تھے، اس کے بعد پھر اگلے قافلے کا انتظار ہوتا تھا۔ اسی طرح مقامی لوگ بھی تجارتی قافلے لے کر دوسرے علاقوں میں جایا کرتے تھے۔ سال میں چند قافلے آتے تھے جن پر سارے سال کے گزر اوقات کا دارومدار ہوتا تھا۔ ہوتا یوں تھا کہ جب بیرونی قافلے آتے تو مقامی علاقے کے بڑے تاجر قافلے کے پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں جاکر انہیں روک لیتے تھے اور ان سے سارا سامان خرید کر انہیں رخصت کردیتے تھے۔ یعنی انہیں شہر میں داخل ہونے ہی نہیں دیتے تھے اور چند میل کے فاصلے پر جاکر قافلے والوں سے سارا سامان خرید لیتے تھے اور انہیں واپس بھیج دیتے تھے۔ اب یہ سارا سامان چند بڑے تاجروں کے پاس ہوتا تھا جسے وہ اپنی مرضی کے وقت پر اور اپنی مرضی کی قیمت پر بیچتے تھے۔ اس زمانے میں یہ صورت مقامی لوگوں کے لئے سخت نقصان دہ ہوتی تھی۔ "نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان تلقى الركبان" جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاجروں کو اس طرح منڈی میں پہنچنے سے پہلے ہی قافلوں سے سامان خریدنے سے منع فرمادیا۔ یعنی آپؐ نے فرمایا کہ مال کو منڈی میں آنے دو، منڈی میں مقابلے پر جو ریٹ لگے گا، اس کے مطابق لوگ اسے خریدیں گے۔ ایک

پروفیسر محمد منیر کھوکھر کو وائس پرنسپل کا منصب سنبھالنے پر مبارک باد

ممتاز ماہر تعلیم علامہ پروفیسر محمد منیر کھوکھر نے گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج بوائز سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ میں وائس پرنسپل کی حیثیت سے چارج سنبھال لیا ہے۔ ان کی تقرری سیکرٹری ہائر ایجوکیشن پنجاب نے کی تھی۔ ان کا چارج سنبھالنے پر کالج کے پروفیسرز اور طلباء میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور ان کے تقرر کو سراہا گیا۔ علامہ پروفیسر محمد منیر کھوکھر منجھے ہوئے منتظم ماہر تعلیم اور معروف مصنف وخطیب ہیں۔ تعلیمی اور دینی حلقوں میں وہ منفرد مقام رکھتے ہیں۔ وہ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ اسلامیہ کالج گوجرانوالہ سمیت کئی کالجز میں اسلامیات کی ایم اے لیول تک تدریس میں اپنا خاص مقام رکھتے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے امیر مولانا محمد اشرف مجددی اور دیگر عہدیداران مولانا حافظ محمد یوسف عثمانی، پروفیسر حافظ محمد انور، مفتی غلام نبی، سید احمد حسین زید، مولانا قاری عبدالغفور آرائیں، مولانا سید محمود الرشید قدوسی، ڈاکٹر محمد عمران رفیق، مولانا عبدالمجید صفدر، مبلغ مولانا محمد عارف شامی اور مولانا فقیر اللہ اختر نے علامہ پروفیسر محمد منیر کھوکھر کو وائس پرنسپل کا منصب سنبھالنے پر مبارک دی ہے۔

آدمی یا چند آدمیوں کا سارے سامان پر اجارہ داری بنالینا اور پھر اسے اپنی مرضی کے بھاؤ پر بیچنا عام خریداروں کے لئے نقصان دہ ہے۔ اس لئے کہ جب منڈی میں مال آتا ہے تو زیادہ خریدار ہوتے ہیں اور مال کا بھاؤ کھلے ماحول میں طے ہوتا ہے۔

جمعہ کے اوقات میں تجارت:

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ اچانک کسی نے باہر سے آکر آواز لگائی کہ تجارتی قافلہ آگیا ہے۔ اب ہر ایک کو فکر لاحق ہوئی کہ اگر دیر ہوگئی تو قافلے کا سارا سامان شام تک بک جائے گا اور میرے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا، پھر اگلے قافلے کا انتظار کرنا پڑے گا جو کہ ایک صبر آزما کام ہوگا، لوگوں کو یہ خدشہ تھا کہ یہ قافلہ اگر نکل گیا تو اگلا قافلہ دو چار مہینے کے بعد آئے گا اور یوں انہیں مقامی لوگوں سے مال خریدنا پڑے گا جو مہنگا دیں گے یا معلوم نہیں مال کی مطلوبہ مقدار بھی ان سے ملتی ہے یا نہیں؟ انسانی فطرت ہے کہ انسان اپنا مفاد دیکھتا ہے، چنانچہ ایک ایک کر کے لوگ اٹھنا شروع ہوگئے، روایت میں آتا ہے کہ مجمع میں گیارہ آدمی رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کے بارے میں تنبیہ فرمائی:

”وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا قُلْ مَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ۔“ (جمعہ:۱۱)

ترجمہ: ”اور جب لوگ تجارت یا تماشا دیکھتے ہیں تو اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں، کہہ دو جو اللہ کے پاس ہے وہ تماشا اور تجارت سے کہیں بہتر ہے اور اللہ بہتر روزی دینے والا ہے۔“

فرمایا: پہلے اطمینان سے نماز پڑھو اور پھر نماز کے بعد تجارت کرو، ویسے بھی جمعہ کی اذان سے لے کر نماز کے اختتام تک تجارت کے لئے ممنوع وقت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔“ (جمعہ:۹)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو ذکر الٰہی (خطبہ و نماز) کی طرف لپکو اور خرید و فروخت چھوڑ دو تمہارے لئے یہی بات بہتر ہے اگر تم سمجھو۔“

اسی سے ملتا جلتا ایک اور واقعہ ذہن میں آگیا کہ حضرت امام مالکؒ کے ایک شاگرد تھے امام یحییٰ بن یحییٰ اندلسیؒ جن کی روایت سے موطا امام مالکؒ ہمارے ہاں پڑھائی جاتی ہے۔ ایک دفعہ حضرت امام مالکؒ پڑھا رہے تھے اور سینکڑوں شاگرد سامنے بیٹھے ہوئے تھے، ان میں یحییٰ بن یحییٰ بھی تھے جو اندلس سے پڑھنے کے لئے آئے ہوئے تھے، کسی نے آواز لگادی کہ مدینہ میں ہاتھی آگیا ہے۔ ہاتھی عرب کا جانور نہیں ہے اور اجنبی چیز دیکھنے کا ہر آدمی کو شوق ہوتا ہے۔ ان لوگوں نے بھی ہاتھی نہیں دیکھا تھا، شاگرد وہاں سے کھسکنا شروع ہوگئے کہ جا کر دیکھتے ہیں کہ ہاتھی کیسا ہوتا ہے۔ امام مالکؒ تو یہیں ہوتے ہیں پھر پڑھ لیں گے لیکن ہاتھی پتہ نہیں شام تک رہتا ہے یا نہیں۔ تھوڑی دیر میں سارا مجمع غائب تھا اور صرف یحییٰ بن یحییٰ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت امام مالکؒ نے پوچھا کہ یہ کیا ہوا؟ انہیں بتایا گیا کہ سب لوگ ہاتھی دیکھنے چلے گئے ہیں۔ یحییٰ سے پوچھا کہ بھئی تم کیوں نہیں گئے؟ انہوں نے کہا: استاد محترم! میں اندلس سے ہاتھی دیکھنے نہیں آیا، آپ سے حدیث پڑھنے کے لئے آیا ہوں۔ میں اتنی دور سے سفر کر کے آپ سے علم حاصل کرنے آیا ہوں، جنہیں ہاتھی دیکھنا ہے جا کر دیکھیں۔ امام مالکؒ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہوگی لیکن اللہ تعالیٰ نے یحییٰ بن یحییٰ کو یہ اعزاز بخشا کہ آج ہمارے ہاں جو موطا امام مالک پڑھی جاتی ہے وہ اسی شاگرد کی روایت کی ہوئی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لئے صلہ تھا۔ (جاری ہے)

انتظامیہ مخصوص مقاصد کے لئے امن کو خود برباد کرنے پر تلی ہوئی ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے نائب امیر سید احمد حسین زید نے کہا ہے کہ دہشت گردی کو بہانہ بنا کر دینی مدارس کو ٹارگٹ کیا جارہا ہے اور پاکستان کو سیکولر بنانے کے لئے دینی مدارس کے معاشی ذرائع کو مسدود کیا جارہا ہے۔ پنجاب میں مخصوص مسلک کے مدارس پر کھالوں کے اکٹھا کرنے پر پابندی غیر قانونی اور بلاجواز اور جانبدارانہ ہے۔ حکومتی سطح پر امن وامان کی صورت حال کو بگاڑنا کی تگ ودو بجائے خود سوالیہ نشان ہے۔ حکومت اور اس کے ہمنوا اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ وہ پاکستان کو سیکولر بنائیں گے۔ لبرلز کو پہلے بھی شکست ہوئی ہے اب بھی مات ہوگی۔ ڈویژنل امن کمیٹی نمائندوں نے دینی غیرت کا ثبوت دیا ہے۔ گوجرانوالہ ہمیشہ امن کا گہوارہ رہا ہے۔ انتظامیہ مخصوص مقاصد کے لئے امن کو خود برباد کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ دینی مدارس کی کھالیں جمع کرنے پر پابندی لگانے کے ذمہ دار افسران کے خلاف کارروائی کی جائے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے دورہ نوشہرہ ورکاں کے موقع پر کیا۔ انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نوشہرہ ورکاں کے ناظم اعلیٰ حاجی محمد یونس ربانی سے ملاقات میں حج کی سعادت حاصل کرنے پر مبارکباد دی۔ ان کے ہمراہ پروفیسر مفتی اسامہ بن زید بھی تھے۔ سید احمد حسین زید نے بتایا کہ ۱۹،۲۰ اکتوبر کو عظیم الشان سالانہ عالمی ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں ہورہی ہے۔ جس کی تیاری کے لئے نوشہرہ ورکاں میں ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد اور تحصیل نوشہرہ ورکاں میں دروس کا پروگرام بنایا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل نوشہرہ ورکاں کے امیر مولانا قاری عبدالوکیل نے اس سلسلہ میں تحصیل کے ذمہ داران کا اجلاس طلب کرلیا ہے۔

۶ر ستمبر سے ۷ر ستمبر تک

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا محمد اسماعیل ریحان

۷ر اگست کو مری میں جنرل اختر ملک نے ایوب خان، بھٹو اور جنرل موسیٰ کی موجودگی میں ریت کے ماڈل کے ذریعے آپریشن جبرالٹر کی تفصیلات بیان کیں۔ بریفنگ کے اختتام پر صدر ایوب نے اکھنور کے مقام پر لگی ہوئی لال جھنڈی پر انگلی رکھتے ہوئے پوچھا: ''آپ دشمن کی شہ رگ کیوں نہیں پکڑتے؟'' جنرل اختر ملک نے کہا: ''اس کے لئے اضافی رقم درکار ہوگی۔'' صدر ایوب نے فوراً اضافی رقم کی منظوری دے دی۔ اکھنور والے حصے کو ''آپریشن گرینڈ سلام'' کا نام دیا گیا، مگر افسوس اختر ملک نے شہ رگ کو پکڑنے والا اقدام، آپریشن جبرالٹر کے بعد رکھا، جو نہایت سنگین غلطی بلکہ غداری تھی۔ اس طرح بھارتی فوج کے لئے کمک کا راستہ کھلا رہا اور آپریشن جبرالٹر ناکام ہوگیا۔

آپریشن سے قبل صدر ایوب بلاوجہ سوات چلے گئے تاکہ کسی کو یہ تاثر نہ ملے کہ اس آپریشن کی قیادت حکومت پاکستان کر رہی ہے، مگر ان کی اس چال کا نقصان انہی کو ہوا۔ دارالحکومت میں ان کی غیر حاضری نے بھٹو اور عزیز احمد کو خارجہ امور کے علاوہ فوجی منصوبہ بندی بھی اپنے ہاتھ میں لینے کا موقع دے دیا۔

وزارت خارجہ نے حملے سے قبل فوج کے ایک چوتھائی حصے کو چھٹی پر بھیج دیا تاکہ بھارت کو یہ تاثر دیا جاسکے کہ پاکستان نہ تو اس آپریشن میں ملوث ہے اور نہ ہی اسے بھارت کے جوابی حملے کا خطرہ ہے۔

۷ اور ۸ر اگست کی درمیانی شب مجاہدین جنگ بندی لائن عبور کر کے مقبوضہ کشمیر میں داخل ہوگئے۔ ۸ر اگست کو منہ اندھیرے آپریشن شروع کر دیا گیا۔ آپریشن پوری تیاری کے بغیر کیا گیا تھا۔ مواصلات اور رسد بھیجنے کا انتظام ناقص تھا۔ پہلے ہی دن (۸ر اگست کو) صبح تین مجاہدین بھارتی فوج کے ہاتھوں گرفتار ہوگئے اور کمزور تربیت کی وجہ سے انہوں نے سارے راز اگل دیئے۔ بعض حملہ آور بڑی تگ و دو کے ساتھ بچ بچا کر واپس پہنچ گئے، جبکہ بعض گرفتار ہوگئے۔

اب بھارتی فوج نے جوابی کارروائی کے عنوان سے کشمیر کی جنگ بندی لائن عبور کرلی اور پاکستانی پوسٹوں پر حملہ کردیا۔ ۲۸ر اگست کو بھارتی فوج کے درہ حاجی پیر پر قبضے کے بعد پاکستانی مجاہدین اور فورسز کی حالت نہایت نازک ہوگئی۔ جنرل موسیٰ مری میں جنرل اختر ملک سے ملے۔ اختر ملک نے زور دیا کہ اب ''آپریشن گرینڈ سلام'' شروع کرنا نہایت ضروری ہوگیا ہے۔ یہ وہ آپریشن تھا جو صدر ایوب کی رائے میں سب سے پہلے ہونا ضروری تھا، مگر جنرل اختر ملک نے ایسے وقت میں اس پر زور دیا جب کہ نہ صرف اس کا وقت نکل چکا تھا، بلکہ اب یہ پاکستان کی بین الاقوامی سرحدوں پر تباہی لاسکتا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ گرینڈ سلام کے نقشے کے مطابق پیش قدمی کرنے کے لئے پاک فوج کو سیالکوٹ اور جموں کے درمیان بین الاقوامی سرحد کا ایک چھوٹا سا حصہ عبور کرنا پڑتا تھا۔ اس خطرے کو جانتے ہوئے بھی جنرل اختر ملک نے کمانڈر انچیف جنرل موسیٰ کو کسی نہ کسی طرح قائل کرلیا اور اب جنرل موسیٰ کو بھی ''آپریشن گرینڈ سلام'' ناگزیر لگنے لگا۔ چونکہ صدر ایوب کی غیر موجودگی میں تمام کنٹرول دفتر خارجہ کے پاس تھا، اس لئے جنرل موسیٰ ''گرینڈ سلام'' کی بارے میں متذبذب تھے، سیالکوٹ اور جموں کے درمیان بین الاقوامی سرحد کو عبور کرنے کا خطرہ ان کے بھی سامنے تھا، انہوں نے صدر ایوب سے اجازت لینا ضروری سمجھا، جو تمام حالات سے بے خبر سوات میں استراحت کر رہے تھے۔

انہیں ۲۹ر اگست تک یہ بھی معلوم نہ تھا کہ آپریشن جبرالٹر ناکام ہوچکا ہے اور الٹا مظفر آباد بھارتی فوج کی زد میں آنے کو ہے۔ بھٹو نے ایک طیارے کے ذریعے سوات پہنچ کر صدر ایوب کو تمام حقائق سے بڑی حد تک لاعلم رکھتے ہوئے ''گرینڈ سلام'' کے لئے قائل کیا۔ صدر ایوب نے وزیر خارجہ اور کمانڈر انچیف کے نام بھٹو کے حسب مرضی حکم نامہ تحریر کر دیا۔ بھٹو کے لئے یہ نہایت اطمینان کی بات تھی کہ ایوب خان نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ آپریشن گرینڈ سلام میں بین الاقوامی سرحد کی خلاف ورزی بھی شامل ہے، اس کی منظوری دے دی ہے۔ معلوم نہیں مسٹر بھٹو جیسے ذہین آدمی نے یہ خوش فہمی کیسے پال لی تھی کہ بھارت بین الاقوامی سرحد کی ایک چھوٹی سی پٹی کی خلاف ورزی کا نوٹس نہیں لے گا۔ منظوری ملنے کے فوراً بعد ۳۰ر اگست کو ''آپریشن گرینڈ سلام'' کی تیاری شروع کر دی گئی۔ اس کے لئے مغربی پاکستان کی سرحدوں سے فوج کم کر کے کشمیر پہنچا دی گئی۔ ۳۰ر اگست کو خود صدر ایوب ایک خصوصی طیارے پر سوات سے دارالحکومت آگئے۔

جنرل اختر ملک قادیانی نے ۳۱ر اگست کو ''چھمب'' کی طرف پیش قدمی کرادی، چھمب پر قبضہ کر کے یہ دستے اکھنور کی طرف بڑھے، مگر بھارتی فوج بھی چوکنا ہوچکی تھی اور اس کی طرف سے

مزاحمت غیر متوقع طور پر شدید تھی۔ ادھر مغربی پاکستان کی سرحد پر بہت کم فوج رہ گئی تھی۔ قصور کی سرحد پر جنرل یحییٰ خان کے فقط دو بریگیڈ باقی تھے دو بریگیڈ فوج آپریشن کشمیر میں الجھی ہوئی تھی۔ جنرل اختر ملک نے آپریشن جبرالٹر کی ناکامی اور بھارت کی جوابی پیش قدمی کے بعد ایک بریگیڈ مزید مانگ لیا۔ چنانچہ جنرل یحییٰ نے لاہور ڈویژن کی ٹرانسپورٹ پر ایک بریگیڈ کے ساتھ راولپنڈی کا رُخ کیا۔

ادھر جنرل موسیٰ نے صدر ایوب کے سامنے یہ اعتراف کرلیا کہ آپریشن جبرالٹر مکمل طور پر ناکام ہو چکا ہے اور آپریشن گرینڈ سلام بھی، اب آپریشن کی کمان یحییٰ خان کو دے دی گئی۔ یحییٰ خان نے ایک اور پیادہ بریگیڈ کی مدد مانگ لی تھی۔ چنانچہ گیارہویں ڈویژن سے بریگیڈیئر صاحب داد کے بریگیڈ کو جھٹ جوڑیاں محاذ پر جانے کا حکم دے دیا گیا۔ یوں بھارتی حملے کے لئے پاکستان کی مغربی سرحدیں کھلی رہ گئیں۔ صاحب داد کا بریگیڈ ابھی کھاریاں پہنچا تھا کہ اگلے دن ۶ ستمبر کی صبح بھارت نے بین الاقوامی سرحد عبور کر کے مغربی پاکستان پر پوری طاقت سے دھاوا بول دیا۔

یہ اطلاع ملتے ہی چیف کمانڈر جنرل موسیٰ نے کشمیر میں پیش قدمی حتمی طور پر روک دی۔ اکھنور پر قبضے کے لئے جس بھرپور طاقت کی ضرورت تھی، وہ قطعاً میسر نہ تھی جبکہ اب ملکی سلامتی کے پیش نظر زیادہ سے زیادہ فوج مشرقی سرحدوں پر جمع کرنا ناگزیر ہو گیا تھا۔

پاکستان کی فوجی ہائی کمان، وزیر خارجہ مسٹر بھٹو اور سیکریٹری خارجہ عزیز احمد کی اس یقین دہانی پر تکیہ کئے ہوئے تھے کہ بھارت بین الاقوامی سرحد کی خلاف ورزی نہیں کرے گا۔ اس لئے سیالکوٹ سے لاہور تک مشرقی سرحدوں پر پاک فوج نے کسی ممکنہ خطرے کے پیش نظر نہ تو بارودی سرنگیں بچھائی تھیں اور نہ ہی مورچے سنبھالے تھے، بلکہ ایک چوتھائی فوج رخصت پر تھی۔ ہائی کمان کو اُمید تھی کہ مشرقی سرحدوں پر اپنی فوجیں جمع نہ کی گئیں اور اشتعال انگیزی سے گریز کیا گیا تو بھارت بھی جارحیت نہیں کرے گا۔ اس دوران بھارت میں پاکستانی ہائی کمشنر میاں ارشد حسین نے دہلی کے ترک سفارت خانے کی مدد سے کراچی میں متعین ترک سفیر کی وساطت سے ایک خفیہ پیغام عزیز احمد کو بھیجا تھا، جس میں انکشاف تھا کہ بھارت ۶ ستمبر کو پاکستان پر حملے کی تیاری کر رہا ہے۔ دفتر خارجہ کا اصول تھا کہ سفارتی نمائندوں سے موصول ہونے والی خبروں کی ایک نقل صدر کو پیش کی جاتی تھی، مگر اس نہایت اہم اطلاع کی نقل صدر ایوب کو پیش نہیں کی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ عزیز احمد نے اس اطلاع کو میاں ارشد حسین کی اعصابی کمزوری اور خوف پر مبنی ایک وہم کہہ کر نظر انداز کر دیا تھا۔

۶ ستمبر کی صبح ۴ بجے بھارت کا دو ڈویژن لشکر یکا یک لاہور سرحد پر ٹوٹ پڑا، جہاں رینجرز کے سوا کوئی نہ تھا۔ بھارتی فوج نے معمولی مزاحمت کا سامنا کرنے کے بعد واہگہ پوسٹ پر قبضہ کرلیا۔

قدرت اللہ شہاب بتاتے ہیں کہ بھارت کے عزائم سے ہمارے فوجی اور سول ادارے اتنے بے خبر تھے کہ انہیں ہندوستان کے حملے کا اس وقت علم ہوا جب اندھیرے میں بھارتی فوج ہماری سرحد کو پار کرنے کے بعد لاہور کی طرف بڑھ رہی تھی۔ انٹیلی جنس بیورو کے ایک اعلیٰ افسر کے بیان کے مطابق ان کا ایک ایجنٹ حسب معمول سرحد کی طرف کسی خفیہ مشن پر جا رہا تھا۔ اچانک اس نے دیکھا کہ اگلی جانب سے تیز روشنیاں بڑھتی ہوئی آرہی ہیں۔ جب اسے معلوم ہوا کہ بھارتی فوج کے ٹینک سرحد پار کر کے لاہور پر چڑھائی کر رہے ہیں تو وہ بھاگم بھاگ واپس آیا۔ اس نے اپنے کسی پولیس افسر کو یہ خبر دی۔ پولیس افسر نے کسی فوجی افسر کو ٹیلی فون کیا۔ فوجی افسر نے لاہور کے جی۔ او۔ سی کو جگا کر خبردار کیا۔ جی۔ او۔ سی نے فوری طور پر اس خبر کو ماننے میں کسی قدر ہچکچاہٹ سے کام لیا۔

پاکستان پر بھارتی حملے نے ایوب خان اور جنرل موسیٰ کو ششدر کر دیا تھا۔ بھٹو اور عزیز احمد گنگ تھے، وہ یہ کہنے کی پوزیشن میں نہ تھے کہ انہیں حملے کی پیشگی اطلاع نہیں ملی تھی۔

ایوب خان کو ڈیوٹی پر تعینات فضائیہ کے ایک افسر نے صبح ۴ بجے نیند سے جگایا اور بھارتی حملے کی اطلاع دی۔ حملے کی اطلاع ملتے ہی صدر ایوب خان نے افواج پاکستان کو جارحیت کا منہ توڑ جواب دینے کا فوری حکم دیا۔

اب جنگ اسلحے اور افراد کی نہیں، ایمانی طاقت کی تھی۔ پاکستان کے بچنے کے امکانات بظاہر بہت کم تھے، مگر الحمدللہ! اس موقع پر ہمارے بہادر سپاہیوں اور جرأت مند عوام نے یکجا ہو کر عالمی طاقتوں، بھارتیوں اور قادیانیوں کی ملی بھگت کو ناکام کر دکھایا۔ حالانکہ اندرونی حالت یہ تھی کہ پٹرول اور دیگر ضروری اشیاء کے ذخائر بہت کم رہ گئے ہیں۔ ترکی میں پاکستانی سفیر کو طیاروں کے فاضل پرزہ جات جلد از جلد حاصل کرنے کا تاکیدی حکم بھی بھیج دیا گیا۔

جنگ کے دوران کابینہ اور فوجی قیادت کے اجلاسوں میں سب سے اہم سوال سیکریٹری خارجہ عزیز احمد اور وزیر خارجہ بھٹو پر عائد ہو رہا تھا کہ ان سنگین مسائل کا جائزہ لئے بغیر پاکستان کو اس جنگ میں کیوں دھکیلا گیا۔ ان دونوں سے اعلیٰ سطحی اجلاسوں میں بار بار پوچھا گیا کہ آپ کیوں اس بات پر اصرار کرتے رہے کہ بھارت کسی بھی حالت میں بین الاقوامی سرحد عبور نہیں کرے گا۔ ان کا جواب تھا: "دفتر خارجہ نے محض اپنا اندازہ پیش کیا تھا۔"

۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کا سب سے بڑا

تاریخ ساز اور فیصلہ کن معرکہ چونڈہ میں لڑا گیا۔ بھارتی فوج نے تازہ دم دستوں کے ساتھ چونڈہ اور ہڈیانہ پر بار بار حملے کئے، مگر پاک فوج کے جری جوانوں نے اپنی قوت ایمانی کے بل بوتے پر اس کے ہر حملے کو ناکام بنادیا۔ یہ کامیابیاں اس ناگفتہ بہ حالت میں تھیں کہ گیارہ ستمبر سے فوج اور فضائیہ دونوں اسلحے کی کمی کا شکوہ کرنے لگی تھیں۔ اسی دن سیکریٹری خارجہ عزیز احمد نے ایوب خان کو بتایا کہ ترکی اور ایران نے ٹینک شکن اسلحہ دینے سے انکار کردیا ہے، وجہ یہ تھی کہ یہ دونوں امریکا کے اتحادی تھے اور امریکا پاکستان کو مدد دینے کا مخالف تھا۔

ادھر چونڈہ میں ٹینکوں کی جنگ لڑی جارہی تھی، جس میں بیرونی دنیا سے خریدا گیا گولا بارود ناقص ثابت ہورہا تھا، کیونکہ یہ ٹینک شکن نہیں، دھماکا خیز گولے تھے جن سے ٹینکوں کا تباہ ہونا مشکل تھا۔ ایوب خان نے وزارت دفاع کے سیکریٹری نذیر احمد کو اس سنگین خرابی کا ذمہ دار ٹھہرایا، تاہم ہمارے جوان جسموں پر بم باندھ کر ٹینکوں کے نیچے لیٹ گئے اور چونڈہ کو انڈین ٹینکوں کا قبرستان بنادیا۔

پاکستان نے جنگ کی تیاری نہ ہونے کے سبب اندرونی طور پر کمزور ہونے کے باوجود آخر تک نہ صرف سرحدوں پر قدم جمائے رکھے بلکہ پیش قدمی کرکے وسیع بھارتی علاقے پر بھی قبضہ کرلیا۔ آخر ۲۰ ستمبر کو سلامتی کونسل نے یہ قرارداد منظور کی کہ پاکستان اور بھارت ۲۲ اور ۲۳ ستمبر کی درمیانی شب جنگ بندی کردیں۔ اس قرارداد کے مسودے پر غور کرنے کے لئے وزیر خارجہ بھٹو نے اعلیٰ حکام کا اجلاس بلایا۔ شرکاء نے بھٹو کو اس تمام صورت حال کا ذمہ دار قرار دیا، جس پر بھٹو نے اشک بار ہوکر کہا: ’’میرا سیاسی کیریئر تباہ ہوگیا، مجھے استعفیٰ دے کر بیرون ملک چلے جانا چاہئے۔‘‘

اسی شام بھٹو اور عزیز احمد نے صدر ایوب پر جنگ بندی قبول کرنے کے لئے زور دیا اور اس کے دلائل دیتے ہوئے کہا کہ جنگ بندی کا فیصلہ قبول کرنا پاکستان کے لئے خفت کا باعث نہیں ہوگا۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو پاکستان اپنے پرانے اتحادیوں سے مکمل طور پر کٹ کر ایک غیر یقینی مستقبل کو قبول کرلے گا۔ آخر صدر ایوب مان گئے اور ۲۲ ستمبر کو دونوں ممالک کے مابین جنگ بندی ہوگئی۔

اس جنگ کے اصل اسباب و محرکات پر روشنی ڈالتے ہوئے شورش کاشمیری لکھتے ہیں: ’’ایوب خان کا صدارتی انتخاب ختم ہوا تو اس کے چند ماہ بعد کشمیر کی جنگ اور اس کے جواب میں ہندوستان کی پاکستان پر لشکر کشی، استعماری سیاست کا کرشمہ تھا۔ راقم نے اپنے ایک پمفلٹ ’’عجمی اسرائیل‘‘ میں اس کا انکشاف کیا۔ اپنی بہت سی تقریروں میں ذکر کیا کہ سر ظفر اللہ خان نے امریکا سے ڈاکٹر جاوید اقبال کی معرفت صدر ایوب کے نام کیا پیغام بھیجا تھا۔ جنرل اختر حسین ملک قادیانی نے کشمیر میں جنگ کا محاذ کھلوانے کے لئے کیا کیا جتن کئے، اس کی روداد نواب کالاباغ نے خود راقم سے بیان کی۔ نواب صاحب نے راقم کو وہ دستی اشتہار بھی دکھایا جو قادیانی امت نے ربوہ کی حسب ہدایت کشمیر میں تقسیم کیا تھا کہ ’’مسیح موعود‘‘ کی پیشگوئی کے مطابق وادیٔ کشمیر کی فتح یابی اس کی جماعت کے ہاتھوں ہوگی، وہ ایک مسیح کا مدفن ہے اور دوسرے مسیح کی صداقت کا نشان ہوگا۔ نواب کالاباغ راوی تھے کہ قادیانی امت نے ۱۹۶۵ء کی جنگ کا ڈول استعماری ہدایت پر ڈالا تھا۔ خداوند تبارک و تعالیٰ نے ہمیں مصون و محفوظ رکھا۔‘‘

(تحریک ختم نبوت از شورش کاشمیری ص:۱۶۲)

قدرت اللہ شہاب جو جنگ کے ایام میں بیرون ملک ہونے کی وجہ سے کوئی چشم دید واقعہ لکھنے سے قاصر رہے، اسی قسم کا انکشاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ’’ایک بار میں نے نواب آف کالاباغ سے اس جنگ کے متعلق کچھ دریافت کرنے کی کوشش کی تو انہوں نے فرمایا: بھائی شہاب! یہ پاکستان کی جنگ ہرگز نہ تھی۔ دراصل یہ اختر ملک، ایم ایم احمد، بھٹو، عزیز احمد اور نذیر احمد نے شروع کرائی تھی۔ جب میں نے پوچھا کہ جنگ شروع کرانے سے ان حضرات کا کیا مقصد تھا تو نواب صاحب نے جواب دیا: یہ لوگ ایوب خان کو اپنے شکنجے میں کس کر اپنی طاقت بڑھانا چاہتے تھے۔ اس عمل میں اگر پاکستان کا ستیاناس ہوتا ہے تو ان کی بلا سے۔‘‘

جنگ ستمبر نے قوم کے بہی خواہوں پر قادیانیوں کی غداری عیاں کردی تھی۔ ۱۹۷۱ء کے سانحے میں بھی ان کی سازشیں کارفرما ہیں۔ بھٹو صاحب بھی انہیں بہت بھگت چکے تھے، اس لئے جب ۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت چلی تو پوری قوم نے اس کا ساتھ دیا اور آخر کار ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی کی منظوری اور وزیر اعظم بھٹو کے دستخطوں کے ساتھ پاکستان کے آئین میں قادیانیوں کا غیر مسلم ہونا طے پایا گیا۔ جس طرح ۶ ستمبر پاکستان کی تاریخ کا ایک اہم دن ہے، اسی طرح ۷ ستمبر بھی ایک ناقابل فراموش دن ہے۔ ۶ ستمبر کی صبح قادیانی پاکستان کے ملیامیٹ ہوجانے کے تصور سے خوش تھے، مگر الحمدللہ! مسلمانان پاکستان نے ان کی غلط امیدوں پر پانی پھیر دیا اور پھر تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لے کر انہیں شہ مات دی۔ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کی شام قادیانی لابی اپنا منہ چھپائے پھر رہی تھی اور مسلمانان پاکستان اسی طرح مسرور تھے جیسے ۶ ستمبر کی جنگ میں اپنی افواج کی ثابت قدمی پر۔ قادیانیوں کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ اپنی یہ حیثیت تسلیم کرلیں، پاکستان اور اسلام کے خلاف سازشوں سے باز آجائیں۔

(بشکریہ روزنامہ اسلام کراچی، ۹ ستمبر ۲۰۱۷ء)

مرزا غلام احمد قادیانی کی پیشین گوئیاں

واقعات کے آئینہ میں!

"قادیانیت کا مختصر تعارف اور پیشین گوئیاں جنہیں خود غلام احمد قادیانی نے اپنے صادق یا کاذب ہونے کا معیار اور حق وباطل کے درمیان فیصلہ کن قرار دیا تھا اور جو قطعی طور پر غلط ثابت ہوئیں۔"

(۳)

مولانا کفیل احمد علوی کیرانوی

پنڈت لیکھرام سے متعلق پیشین گوئی:

یہ پنڈت لیکھرام وہی ہے جن کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ ان سے متعلق پیشین گوئی کے بارے میں جو اشتہار مرزاجی کی طرف سے منظر عام پر آیا تھا، وہ ذیل میں درج کیا جارہا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

"واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار ۲۰/ فروری ۱۸۸۶ء میں جو اس کتاب کے ساتھ شائع کیا گیا تھا۔ اندرمن مراد آبادی اور لیکھرام پشاوری کو اس بات کی دعوت دی تھی کہ اگر وہ خواہشمند ہوں تو ان کی قضا وقدر کی نسبت بعض پیشین گوئیاں شائع کی جائیں۔ سو اس اشتہار کے بعد اندرمن نے تو اعراض کیا اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہوگیا، لیکن لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشین گوئی چاہو شائع کردو، میری طرف سے اجازت ہے سو اس کی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جل شانہ کی طرف سے یہ الہام ہوا: "عجل جسد لہ خوار لہ نصب وعذاب" یعنی ایک بے جان گؤسالا ہے، جس کے اندر سے مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقرر ہے، جو ضرور اس کو مل کر رہے گا اور اس کے بعد آج ۲۰/ فروری ۱۸۹۳ء روز دوشنبہ ہے۔ اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کے لئے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو ۲۰/ فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں۔ عذاب شدید میں مبتلا ہوجائے گا۔ سو اب میں اس پیشین گوئی کو شائع کرکے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو، تو سمجھو کہ میں خداتعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا نطق ہے اور میں اس پیشین گوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لئے تیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسا ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جاوے اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشین گوئی میں جھوٹا نکلنا، خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔ زیادہ اس سے کیا لکھوں۔" (سراج منیر ص:۱۲)

قارئین خاص طور پر یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ مرزاجی کی یہ پیشین گوئی لیکھرام کی موت کے بارے میں نہیں ہے بلکہ خرق عادت کے طور پر کسی بھاری اور عبرتناک عذاب کے بارے میں ہے، جس کا تعلق زندگی سے ہے یعنی اس کی زندگی میں اس پر کوئی ہیبت ناک عذاب نازل ہوگا، چھ سال پورے ہونے لگے اور لیکھرام پر کوئی افتاد نہیں پڑی اور نہ خرق عادت کے طور پر کوئی عذاب نازل ہوا۔ جس کو لے کر مرزاجی لوگوں کو باور کراسکتے کہ دیکھو ہماری پیشین گوئی پوری ہورہی ہے، وہ کس طرح عذاب میں مبتلا ہے۔ مرزاجی اور ان کے ہم نوا سخت پریشان تھے انہیں اپنی پیشین گوئی کی دلدل سے نکلنے کا کوئی موقع نہیں مل رہا تھا۔ اتفاق سے اسی اثنا میں ان کے ایک دشمن نے چھرا گھونپ کر ان کو مار ڈالا۔ مرزاجی نے اس سے فائدہ اٹھایا اور اس صورت حال کو پیشین گوئی کے سچی ثابت ہونے کے ثبوت میں پیش کردیا، جب کہ لیکھرام کے متعلق موت کی پیشین گوئی تھی ہی نہیں پیشین گوئی ایک بار پھر پڑھ لیجئے، ہاں اگر پیشین گوئی یہ ہوتی کہ لیکھرام اتنی مدت میں قتل کردیا جائے گا تو پھر مرزاجی کو کچھ کہنے کا حق حاصل ہوسکتا تھا۔

مرزاجی نے یہاں مسلمانوں کی ہمدردیاں

حاصل کرنے کے لئے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ لیکھرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کی تھی، اس لئے میں نے اس کے لئے یہ پیشین گوئی کی ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ لیکھرام نے گستاخیاں نہیں کی ہوں گی، کی ہوں گی۔ اس پر اس کی جس قدر بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ ہمارا مقصد لیکھرام کی حمایت ہرگز نہیں، بلکہ یہ دکھانا مقصود ہے کہ غلام احمد قادیانی جو خود کو مامور من اللہ، مسیح موعود اور نبی ظلی بتا کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہ مجسم جھوٹ اور سراپا مکر وفریب ہے، اس کے سوا کچھ نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حق تعالیٰ کی شان میں گستاخیاں تو خود مرزا جی زندگی کے آخری لمحوں تک کرتے رہے ہیں اور بڑی ڈھٹائی کے ساتھ کرتے رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔'' مرزا جی نے کہا: ''آئے گا اور وہ میں ہوں۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: محمد خاتم النبیین ہیں، مرزا جی نے کہا: نہیں۔ نبوت کا سلسلہ جاری ہے، کیا یہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلانے کا صریح ارتکاب نہیں ہے؟

مرزا احمد بیگ، ان کے داماد اور آسمانی نکاح کے بارے میں پیشین گوئی:

پادری آتھم کے بارے میں مرزا جی کی زور دار پیشین گوئی قطعاً غلط ثابت ہوئی۔ مولانا محمد حسین اور ان کے ساتھیوں سے متعلق پیشین گوئی کا جو حشر بنا وہ سامنے آچکا ہے۔ پنڈت لیکھرام کے لئے جو پیشین گوئی فرمائی گئی تھی، وہ بھی جھوٹی ہو کر ان کی رسوائی کا باعث بنی.... اب یہ پیشین گوئی ایک مسلمان شخص مرزا احمد بیگ کے بارے میں ہے۔ تنہا احمد بیگ کے بارے میں نہیں۔ ان کے داماد اور بیٹی کے لئے بھی ہے۔ جس سے شادی کرنے کے لئے مرزا جی بیتاب تھے سابقہ پیشین گوئیوں کی طرح بلکہ ان سے زیادہ مرزا جی نے اس پیشین گوئی کو معرکۃ الآراء عظیم الشان اور حق وباطل کے درمیان فیصلہ کن قرار دیا تھا لیکن دوسری پیشین گوئیوں کی طرح یہ بھی مرزا جی اور ان کی پوری جماعت کے لئے انتہائی رسوا کن ثابت ہوئی۔ ہم واقعات کی صاف روشنی میں اس کا جائزہ پیش کر رہے ہیں۔ پیشین گوئی پڑھنے سے قبل اچھا ہے کہ آپ ایک نظر اس کے پس منظر کو بھی دیکھ لیں۔

اس پیشین گوئی کی اصل وجہ یہ تھی کہ مرزا احمد بیگ نے جو غلام احمد کے قریبی عزیز تھے، لیکن ان کی گمراہیوں سے متنفر تھے۔ اپنے کسی معاملہ میں مرزا جی سے اخلاقی تعاون چاہا۔ مرزا جی نے فرمایا: ''اس وقت تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا تم پھر کسی وقت آنا'' احمد بیگ دوسرے وقت پہنچے مرزا جی نے کہا: ''مجھے الہام ہوا ہے کہ میں تمہاری بیٹی (محمدی بیگم) سے نکاح کرلوں اور یہ نکاح مقدر ہو چکا ہے، لہٰذا میں اس کے لئے تمہارے سے درخواست کرتا ہوں کہ تم اس رشتہ کو قبول کرلو۔ اس سے تمہیں بہت فائدہ پہنچے گا۔'' مرزا جی نے اس غریب عزیز کی مجبوری سے بے جا طور پر فائدہ اٹھانے کی کوشش کی تھی۔ یہ وہ مذموم اور خود غرضانہ حرکت تھی جسے ایک حساس معاشرہ میں ہمیشہ نفرت وغصہ کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہا ہے۔ احمد بیگ ایک غیور آدمی تھے، انہیں مرزا کی یہ سودے والی بات ناگوار گزری اور گزرنی ہی چاہئے تھی۔ انہوں نے بڑی حقارت سے اس رشتہ کو ٹھکرا دیا۔ مرزا جی کی دلی تمنا تھی کہ وہ کسی بھی طرح محمدی بیگم کو حاصل کرلیں، انہوں نے احمد بیگ کے صاف انکار کے بعد بھی کوششیں جاری رکھیں، خطوط لکھے، سفارشیں کرائیں۔ جب کسی صورت بات نہ بنی تو پیشین گوئی کی دھونس دی اور بالآخر پیشین گوئی کر ہی دی۔ اس دھونس سے ان کا منشا یہ بھی تھا کہ احمد بیگ اور ان کی اہلیہ جو اس معاملہ میں بہت سخت ہو گئی تھیں، خوفزدہ ہو کر اپنی چہیتی بیٹی کو بوڑھے اور جھوٹے نبی مرزا غلام احمد کے حوالہ کردیں۔ احمد بیگ کے ہونے والے داماد پر غصہ رقابت کی آگ تھی۔

اب مرزا جی کی پیشین گوئی کے الفاظ بغور پڑھیے، لکھتے ہیں:

''اس خدائے قادر وحکیم مطلق نے مجھے فرمایا ہے کہ اس شخص (احمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کے نکاح کے لئے سلسلۂ جنبانی کر اور ان کو کہہ دو کہ تمام سلوک ومروت تم سے اسی شرط سے کیا جاوے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا، اور ان تمام رحمتوں اور برکتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰؍ فروری ۱۸۸۸ء میں درج ہیں، لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جاوے گی، وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جاوے گا اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔''

آگے لکھتے ہیں:

''پھر ان دنوں جو زیادہ تضرع اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے جو مقرر کر رکھا ہے، وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا اور بے دینوں کو مسلمان بنادے گا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلا دے گا۔''

''۱۰؍ جنوری ۱۸۸۸ء اس پیشین گوئی

میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ اگر محمدی بیگم کا نکاح دوسرے کسی شخص سے کر دیا گیا تو نکاح کی تاریخ سے تین سال کے اندر احمد بیگ اور ان کا ہونے والا داماد یعنی محمدی بیگم کا شوہر دونوں موت کے گھاٹ اتر جائیں گے۔ یہ جاننے کے لئے کہ محمدی بیگم کا نکاح کس تاریخ میں منعقد ہوا اور وہ مرزا جی کی پیشین گوئی کے مطابق کب تک موت کے منہ میں جائیں گے۔

مرزا جی ہی کے الفاظ پڑھئے وہ میعاد کے متعلق اپنے رسالہ ''شہادت القرآن'' میں لکھتے ہیں:

''۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء سے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی تھی۔''

اُن کے لکھنے کے مطابق ۲۱ اگست ۱۸۹۴ء کے بعد ایک دن بھی احمد بیگ کے داماد محمدی بیگم کے شوہر کو زندہ نہیں رہنا چاہیے تھا، مگر وہ زندہ رہا اور صحت وعافیت کے ساتھ زندہ رہا، گھریلو تعلقات کی خوشگوار فضا میں زندہ رہا۔ اس عرصہ میں اگر کہیں وہ بیمار ہو گیا ہوتا یا کسی سفر میں چلا گیا ہوتا یا میاں بیوی کے باہمی تعلقات میں کچھ تلخیاں پیدا ہو گئی ہوتیں تو مرزا جی جھٹ پکار اٹھتے کہ ہماری پیشین گوئی سچی ہو گئی، دیکھو لو احمد بیگ کا داماد کس حالت میں ہے اور یہ حالت ہمارے نزدیک خود موت کے مترادف ہے۔

قارئین غور فرمائیں! پیشین گوئی میں کہا گیا تھا کہ احمد بیگ کا داماد نکاح کے بعد تین سال کے اندر ختم ہو جائے گا جب کہ وہ نکاح کے بعد آٹھ نو سال تک زندہ رہا، کہا گیا تھا کہ ان کے گھر پر تفرقہ، تنگی اور مصیبت پڑے گی، ان میں سے کوئی بات بھی پیش نہیں آئی، پیشین گوئی میں تھا کہ درمیانی زمانہ میں محمدی بیگم غم و رنج میں مبتلا ہو گی۔ ایسا بھی نہیں ہوا۔ پیشین گوئی میں یہ بھی تھا کہ انجام کار محمدی بیگم اس عاجز کے نکاح میں آئے گی، جب کہ زندگی بھر حضور اسی حسرت میں تڑپتے رہے۔ محمدی بیگم سے نکاح تو کیا ہوتا، اس کی شکل بھی نہیں دیکھ سکے اور بیچارے نبی ظلی اسی نامرادی میں ذلتوں کا بھاری بوجھ سر پر رکھ کر دنیا سے سدھار گئے اور آنجہانی بن گئے۔

(جاری ہے)

حاجی عبدالحق منڈی یزمان کی وفات

حاجی عبدالحق پٹیالہ سے ہجرت کر کے ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لائے۔ ۱۹۵۵ء میں پیدل حج کے لئے تشریف لے گئے اور ۱۹۵۸ء میں واپسی ہوئی، واپسی کے بعد بہاول پور کی تحصیل منڈی یزمان میں آباد ہو گئے۔ چوہدری محمد علی نے ایک ایکڑ زمین مدرسہ کے لئے وقف کی تو حاجی صاحب نے اللہ پاک کا نام لے کر مسجد و مدرسہ کی تعمیر شروع کی اور مدرسہ و مسجد کے بنانے میں ان کی کوششوں اور کاوشوں کا خاصہ حصہ ہے۔ ایک عرصہ تک مسجد و مدرسہ کی کمیٹی کے رکن رکین رہے۔ مسجد و مدرسہ کی تعمیر کو اپنا وظیفہ حیات بنا لیا وہ کوئی بڑے تاجر نہ تھے بلکہ ایک اخبار فروش تھے اور انہوں نے یہ پیشہ اس وقت اختیار کیا، جب لاہور اور ملتان سے کوئی اخبار نہ نکلتا تھا بلکہ کراچی سے روزنامہ کوہستان نکلتا تھا پھر امروز اور مشرق شروع ہوئے جو پنجاب سے اب مرحوم ہو چکے ہیں، پھر نوائے وقت اور جنگ لاہور، ملتان سے نکلنا شروع ہوئے جس سے ان کے کاروبار کو بھی فائدہ ہوا اور بھی کئی ہفت روزے اور ماہنامہ ان کے شوکیس کی زینت بننا شروع ہو گئے۔ راقم ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک بہاول پور کا مبلغ رہا۔ منڈی یزمان کے بعض چکوک میں قادیانیت کے جراثیم پھیلنا شروع ہو گئے تو حاجی صاحب حرکت میں آ گئے۔ جامعہ خیر المدارس اور قاسم العلوم ملتان کے صدر مفتی مولانا مفتی عبداللہؒ کے فرزند نسبتی مولانا احمد حسنؒ بحیثیت مدرس و خطیب تشریف لائے تو انہیں ایک جاندار قیادت مل گئی۔ اس طرح انہیں قادیانیت کے خلاف متحرک کردار ادا کرنے کا موقع مل گیا۔ یزمان کے ساتھیوں نے سانپ کی شکل میں تصویر شائع کی اس کا سر مرزا قادیانی کی شکل میں یزمان چوک میں لگا دیا اور اس پر پنجابی زبان میں تحریر کیا: ''زمیندار بھراؤ، مرزائی سنڈیاں مار مکاؤ اور ختم نبوت کا اسپرے کراؤ'' اور یزمان کے مین بازار کی دکانوں کے دروازوں کے اوپر لکھوا دیا گیا: ''مرزائی کا جو یار ہے غدار ہے، غدار ہے۔ یہاں مرزائیوں کا داخلہ بند ہے، تاجدار ختم نبوت زندہ باد، قادیانیت مردہ باد۔''

غرضیکہ اس تحریک کے پس پشت مولانا احمد حسنؒ اور حاجی عبدالحقؒ کا دماغ کام کر رہا تھا۔ معمولی کاروبار اور اس کی مصروفیت کی وجہ سے یزمان سے باہر کے لئے تو وقت نہ دے سکتے تھے، لیکن راہنمائی اور سرپرستی خوب فرماتے تھے۔ نیز اپنا اثر و رسوخ بھی استعمال فرماتے۔ ختم نبوت کے ساتھ والہانہ عقیدت و محبت ہی تھی کہ وفات سے پہلے وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ مبلغ ختم نبوت پڑھائیں۔ تاجروں کے مسائل حکام تک پہنچانا اور اس کے حل کے لئے کوشاں رہنا انہوں نے اپنا وطیرہ بنا لیا تھا۔ اس لئے یزمان تحصیل کے تاجران کی مرکزی انجمن کے سرپرست تھے۔ چونکہ صحافت سے تعلق تھا۔ اس لئے صحافیوں کی انجمن نے بھی انہیں اپنا مرکزی سرپرست بنایا ہوا تھا اور آپ پریس کلب کے سرپرست رہے۔ آخر عمر میں کمزور ہو گئے اور روز بروز کمزوری بڑھتی چلی گئی تا آنکہ وقت موعود آن پہنچا اور آپ نے ۱۲ اگست ۲۰۱۷ء کی شام کو داعی اجل کو لبیک کہا اور جان جان آفریں کے سپرد کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاول پور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق نے نماز جنازہ کی امامت کے فرائض سرانجام دیئے اور انہیں یزمان کے مرکزی قبرستان میں دفن کیا گیا جو آپ کی کاوشوں سے بنا۔ اللہ پاک انہیں نیک بندوں میں شامل فرما کر کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

خبروں پر ایک نظر

سالانہ چھ روزہ ختم نبوت کورس

رپورٹ: عمار اسلام الٰہی

الحمدللہ! ہر سال کی طرح اس سال بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے دفتر جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ میں عیدالاضحی کی چھٹیوں میں ۵ تا ۱۰ ستمبر ۲۰۱۷ء چھ روزہ ختم نبوت کورس کا اہتمام کیا گیا، جس میں دینی مدارس کے طلبا کے ساتھ ساتھ اسکول، کالج کے ڈیڑھ، دو سو طلبا نے بھی بھرپور حصہ لیا۔ کورس میں مبلغین ختم نبوت کے علاوہ شہر کے کئی جید علماء کرام نے بھی لیکچر دیے۔

پہلا دن:

کورس کے پہلے روز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالحی مطمئن نے صبح ۸ تا ۹ بجے تک ''قادیانیوں کے عقائد'' پر درس دیا۔ ۹ تا ۱۰ بجے تک مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مختصر تعارف، خدمات ختم نبوت کی تحریکیں اور قادیانیت کے خلاف عدالتی مقدمات میں مجلس کا کردار کے موضوع پر تفصیلی گفتگو کی۔ ان کے بعد مرکزی راہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے ''عقیدۂ ختم نبوت'' شرکائے کورس کے گوش گزار کیا۔

دوسرا دن:

بروز بدھ کو پہلے درس میں مولانا عبدالحی مطمئن نے ''قادیانیوں کے عقائد'' بیان کیے۔ دوسرے درس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا الطاف الرحمٰن عباسی مدظلہ نے ''اکابرین امت پر قادیانی الزامات کی حقیقت'' کے موضوع پر دلائل دیے۔ آخر میں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے ''عقیدۂ حیات عیسیٰ علیہ السلام'' کے عنوان پر قرآن مجید کی روشنی میں تفصیلی سبق پڑھایا۔

تیسرا دن:

بروز جمعرات صبح کے درس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا محمد قاسم نے ''قادیانیت کا سیاسی جائزہ'' پر دلائل کے ساتھ سیر حاصل بحث کی، ان کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ملیر کے مبلغ مولانا مفتی محمد اسحاق مصطفیٰ نے ''اسلام اور قادیانیت کا اصولی اختلاف'' کے عنوان پر درس دیا۔ آج پھر مولانا عبدالحی مطمئن نے اپنے موضوع ''قادیانیوں کے عقائد'' پر تفصیلی گفتگو کی۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے ''آیات مبارکہ میں قادیانی تحریفات'' کی نشاندہی کرتے ہوئے شرکائے کورس کو شواہد نوٹ کروائے اور قادیانی تفاسیر کی لفظی ومعنوی تحریفات کا پردہ چاک کیا۔

چوتھا دن:

بروز جمعہ کو ضلع غربی کے نگران مولانا محمد شعیب کمال نے ''عقیدہ حضرت مہدی علیہ الرضوان'' کے عنوان پر دلائل ذکر کیے جبکہ مولانا مفتی عبداللہ حسن زئی نے ''فتنہ انکار حدیث'' کے حوالہ سے درس دیا۔ ان کے بعد نماز جمعہ سے قبل کراچی یونیورسٹی کے شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ کے انچارج پروفیسر محمد خالد جامعی صاحب نے ''فطرت اور مغربیت کی کشمکش'' کے حوالہ سے حاضرین کو لیکچر دیا اسی طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قانونی مشیر جناب منظور احمد میو راجپوت ایڈووکیٹ نے ''فتنہ قادیانیت اور آئین پاکستان'' کے عنوان پر لیکچر دیا۔

پانچواں دن:

بروز ہفتہ کو ضلع شرقی کے نگران مولانا محمد رضوان نے ''مرزا قادیانی اپنی تحریرات کی روشنی میں'' مرزا کی ذات وکردار کا پوسٹ مارٹم کیا۔ جامعہ معہد الخلیل کے استاذ حضرت مولانا مفتی محمد شہزاد شیخ مدظلہ نے ''گستاخ رسول کی شرعی سزا اور آئین پاکستان'' کے عنوان پر تفصیل سے لیکچر دیا۔ مولانا مفتی عبداللہ حسن زئی نے اپنے موضوع ''فتنہ انکار حدیث'' پر مزید روشنی ڈالی۔ آخر میں ''احادیث طیبہ میں قادیانی تحریفات'' کے عنوان پر حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کثیر مواد طلباء کے گوش گزار کیا۔

چھٹا دن:

بروز اتوار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا مفتی عادل غنی نے ''ائمہ تلبیس اور جھوٹے مدعیان نبوت کا انجام'' کے موضوع پر تاریخ کی روشنی میں تفصیل ذکر کی۔ بعد ازاں شرکائے کورس کو امتحان کی تیاری کا موقع دیا گیا۔ دس بجے امتحان شروع ہو کر گیارہ بجے ختم ہوا۔ اختتامی تقریب منعقد ہوئی جس میں مولانا عبدالحی مطمئن کے مختصر بیان کے بعد حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے بیان فرمایا۔ حضرت کی دعا سے اس تقریب کا اختتام ہوا۔ الحمدللہ! اس کورس میں طلبا نے خوب محنت اور دلچسپی سے شرکت کی۔ کورس کا دورانیہ صبح ۸ بجے سے دوپہر ۱۲ بجے تک ہوتا تھا، روزانہ تمام حاضرین کورس کے لئے دوپہر کے کھانے کا نظم کیا جاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ تمام منتظمین کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ ☆☆

ختم نبوت وتحفظ ناموس رسالت سیمینار، لاہور

لاہور (مولانا عبدالنعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سالانہ تاریخی عظیم الشان ختم نبوت وتحفظ ناموس رسالت سیمینار میرج ہٹ شادی ہال وحدت روڈ لاہور میں منعقد ہوا۔ سیمینار کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کی۔ سیمینار میں ملی یکجہتی کونسل کے مرکزی عہدیداران اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے امت کے تمام طبقات نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ ہر مسلمان کی ذمہ داری اور مذہبی فریضہ ہے۔ تمام مسلمانوں کو اسلام اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جذبہ صدیق سے سرشار ہوکر میدان عمل میں نکلنا ہوگا۔ قادیانی ایک سازش کے تحت ۱۹۷۳ء کا دستور ختم کرا کر خود کو پھر سے مسلمان تسلیم کرانا چاہتے ہیں۔ حکمرانوں نے اسلام، مسلمان اور پاکستان کے خلاف قادیانیوں کی سازشوں سے نہ صرف آنکھیں بند کر رکھی ہیں، بلکہ ان کی سرپرستی کر رہے ہیں قوم اور حکمرانوں کو اس بات سے آگاہ رہنا چاہئے کہ قادیانی اسلام، مسلمان اور پاکستان کے لئے یہود و ہنود سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا، جماعت اسلامی کے مرکزی سیکرٹری جنرل لیاقت بلوچ، جمعیۃ اہلحدیث کے مرکزی رہنما مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک، تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید، پیر عبدالرحیم نقشبندی، لال مہدی، مولانا عبدالرحمن، مفتی شیر محمد علوی، مولانا نعیم اللہ فاروقی، قاری علیم الدین شاکر، مولانا خورشید عالم، مولانا سید ضیاء الحسن شاہ، قاری جمیل الرحمن اختر، پیر رضوان نفیس، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا محمد قاسم گجر، مولانا عبدالنعیم، قاری عبدالعزیز، مولانا قاری محمد معاویہ مکی، مولانا غضنفر عزیز، مولانا عبدالرحمن، حافظ محمد نعمان حامد اور مولانا اسلم ندیم سمیت متعدد دینی و مقتدر شخصیات نے شرکت و خطاب کیا۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کہا کہ اندرون ملک و بیرون ممالک کی کئی عدالتوں نے قادیانیت کے کفر پر مہر ثبت کردی ہے اسرائیل اور مرزائیل دونوں کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ قادیانیت اپنے منطقی انجام کو پہنچنے والی ہے۔ قادیانی فتنہ کا خاتمہ قریب ہے، ایک وقت آئے گا کہ تلاش کرنے کے باوجود اس دھرتی پر ایک بھی قادیانی نہیں ملے گا۔ لیاقت بلوچ نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا دفاع دراصل اسلام کا دفاع ہے۔ قادیانی جہاں بھی جائیں گے ان کا مقابلہ دلائل اور براہین سے کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا دفاع کرنے والے ہر وقت اسلام کی افضل ترین عبادت میں مصروف ہیں۔ حافظ عاکف سعید نے کہا کہ قادیانی ختم نبوت کے انکار کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ختم نبوت کا تحفظ دراصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کا تحفظ ہے۔ ۷ ستمبر کا دن عالم اسلام کے مسلمانوں کے لئے یوم فتح مبین ہے۔ یہ دن عاشقان رسول، ختم نبوت کے پروانوں کے لئے عظیم الشان کامرانی اور تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے تجدید عہد کا دن ہے۔ پیر عبدالرحیم نقشبندی نے کہا کہ آج ایک مرتبہ پھر ختم نبوت اور قادیانیت کے متعلق قوانین اور ناموس رسالت کے خلاف سازشیں کی جارہی ہیں۔ ہم ان اسلام دشمن قوتوں کی اس سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ عقیدہ ختم نبوت و ناموس رسالت کی حفاظت کرنے میں کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ علماء کرام نے ۱۹۷۴ء کی تحریک میں حصہ لینے والی تمام جماعتوں، حزب اقتدار اور حزب اختلاف اور تمام دینی قوتوں کے اس دلیرانہ فیصلے پر خراج تحسین پیش کیا۔ علماء کرام نے حکومت سے مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کو آئین وقانون اور پاکستان کی نیشنل اسمبلی کے فیصلے کا پابند بنائے اور ان کی غیر قانونی سرگرمیوں کا نوٹس لے۔ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ شامل کیا جائے۔ مولانا عزیز الرحمن ثانی نے کہا کہ قادیانیت کا فتنہ یورپی ممالک کا تربیت یافتہ، اسرائیل کا ایجنٹ اور صیہونی قوتوں کے مفادات کے لئے پیدا کیا گیا ہے، انہوں نے کہا کہ قادیانیت کا وجود ننگ انسانیت وملت اسلامیہ کے لئے ناسور اور اسلام وایمان کے لئے زہر قاتل ہے۔ لال مہدی نے کہا کہ شہداء ختم نبوت نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے ہمیشہ گلشن رسالت کی آبیاری اور ناموس رسالت کے چراغ کو روشن کیا ہے۔ مولانا علیم الدین شاکر نے کہا کہ قادیانی گروہ اسلام کا ٹائٹل استعمال کرکے اپنے کفر وارتداد کو اسلام بنا کر پیش کررہا ہے۔ اسلامیان پاکستان قادیانی فتنہ اور باطل قوتوں کی سرکوبی کے لئے پرامن جدوجہد جاری رکھیں۔ مولانا عبدالنعیم نے کہا کہ قادیانی فتنہ سے امت مسلمہ کو بچانا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ حرمت رسول کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دینا دنیوی واخروی نجات کا سبب اور ذریعہ ہے۔ قادیانی اسلامی عقائد میں تحریف کرکے سادہ لوح مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں۔

عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس، گلستانِ جوہر

کراچی (قاری سیف اللہ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ گلستان جوہر گلشن اقبال ٹاؤن کے زیر اہتمام جامعہ اشرف المدارس سندھ بلوچ سوسائٹی گلستان جوہر میں ۱۳ر ذوالحجہ مطابق ۵ر ستمبر ۲۰۱۷ء بروز منگل بعد نماز عشاء عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی تیاری کے سلسلہ میں ۲۶ر اگست ۲۰۱۷ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء جامعہ اشرف المدارس میں ائمہ مساجد اور علاقائی علماء کرام کا اہم اور خصوصی اجلاس ہوا۔ اجلاس کی صدارت مرکزی مبلغ ختم نبوت حضرت مولانا قاضی احسان احمد نے فرمائی۔ اجلاس میں ناظم جامعہ اشرف المدارس مولانا حسین احمد، ناظم جامعہ دارالخیر مولانا مفتی عبدالواحد، جنرل سیکریٹری پاکستان امن کونسل مولانا عبدالماجد فاروقی، امام وخطیب جامع مسجد عسکری ۴، مولانا سعید احمد ثاقب، نگران خانقاہ مدنیہ مولانا شمیم الدین، رہنما جمعیت علماء اسلام مولانا غلام اللہ خان، مولانا مفتی نثار احمد، مولانا محمد طیب جامع مسجد جوہر اسکوائر، مولانا عبیدالرحمٰن مدرس جامعہ افضل العلوم، مولانا عبدالمجید، جامع مسجد بلال رابعہ سٹی، مولانا احسان اللہ سومرو جامع مسجد رحمانیہ، مولانا محمد طاہر لاشاری جامع مسجد اقصیٰ بھٹائی آباد، مولانا عبیداللہ انور جامع مسجد فاروق اعظم بھٹائی آباد، مولانا محمد عثمان جامع مسجد جوہر المدارس، مولانا اکرام الحق جامع مسجد فاطمہ، مولانا رفیق الاسلام جامع مسجد عبداللہ اپارٹمنٹ، مولانا محمد عبداللہ شہباز صدر جامع مسجد عثمان غنی، مولانا محمد طاہر مسیح جامع رحیمیہ، مولانا محمد اختر جامع مسجد بختاور گوٹھ، قاری فضل اکبر مسجد نور، مولانا حمید اللہ جان جامع مسجد قبا، مولانا محمد الیاس جامع مسجد حرمین، مولانا محمد صدیق جامع مسجد بلال، مولانا مقبول الرحمٰن دارالعلوم محمدیہ قلندر آباد گوٹھ، مولانا زبیر اکبر نوتیزئی مدرسہ قاسمیہ، مولانا ظفراللہ جامع مسجد ام القریٰ، مولانا محمد طاہر صدیق جامع مسجد اقصیٰ اور دیگر کئی علماء کرام نے بھرپور شرکت کی۔ تمام شرکاء اجلاس نے کانفرنس کے انعقاد کے فیصلہ کو خوب سراہا، اپنے اپنے دائرہ کار اور حلقہ میں کانفرنس کی تیاری اور کامیابی کے لئے بھرپور کردار ادا کرنے کا پختہ عزم کیا۔ کانفرنس کی کامیابی کے لئے اجلاس میں کئی ایک اہم تجاویز بھی پیش ہوئیں۔ اجلاس کی کارروائی جامعہ اشرف المدارس کے مدرس مولانا عبیدالرحمٰن زبیری اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا عبدالحئی مطمئن نے جاری رکھی۔

۵ر ستمبر ۲۰۱۷ء بروز منگل بعد نماز عشاء کانفرنس کا آغاز مولانا قاری فاروق جان کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جامعہ اشرف المدارس کے ایک متعلم نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے بیان میں کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کی روح ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت میں امت مسلمہ کی وحدت کا راز ہے۔ امت مسلمہ نے ہر دور میں تحفظ ختم نبوت کے خاطر ہر طرح کی قربانیاں پیش کی ہیں۔

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے خصوصی اور تفصیلی خطاب فرمایا جس میں تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے اسباب ومحرکات، پس منظر، سیاسی حالات وواقعات پر روشنی ڈالی اور ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کے یادگار، تاریخی فیصلہ پر اظہار تشکر کیا۔ ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی کے ممبران نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔

جامعہ اشرف المدارس کے رئیس، یادگار اسلاف، پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر نے صدارتی کلمات ادا کئے اور دعا فرمائی۔

کانفرنس میں علاقائی علماء کرام سمیت اہل اسلام نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ خاص طور پر خانقاہ غرفۃ السالکین جامع مسجد اختر گلستانِ جوہر کے بانی، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر'' کے خلیفہ مجاز، مرشد العلماء حضرت شاہ فیروز عبداللہ میمن اپنے پورے حلقہ ارادت کے ساتھ کانفرنس میں تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ یہ تمام کوشش وکاوشیں قبول فرما کر مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت اور غیر مسلموں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے اور محشر میں شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حصول کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین۔

اشعارِ ختم نبوت

ثانی کوئی دنیا میں محمد ﷺ کا نہیں ہے
یہ دل کا عقیدہ ہے یہ آنکھوں کا یقین ہے
وہ ختم رُسل ﷺ شاہِ امم، سرور دیں ہے
یہ شان کسی اور پیمبر کی نہیں ہے

(ظفر جنگپوری قاسمی)

حاجی عمر دین بہاول پور کی وفات

حاجی عمر دین گڑگانواں سے مہاجر ہوکر بہاول پور تشریف لے آئے۔ اللہ پاک نے انہیں تین بیٹوں اور چھ بیٹیوں سے سرفراز فرمایا۔ فتح خان بازار بہاول پور میں کریانہ کی دکان شروع کی، اللہ پاک نے انہیں مال ودولت سے سرفراز فرمایا اوران کا کریانہ کا کاروبار خوب چمکا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک عرصہ تک ناظم اعلیٰ رہے، پھر نائب امیر بنادیے گئے اور تادم زیست نائب امیر کے منصب پر فائز رہے۔

راقم ۱۹۸۰ء میں بہاول پور کا مبلغ بن کر گیا، تو کبھی کبھار مجلس کے رفقاء کا اجلاس حاجی سیف الرحمن انصاری کی دکان پر ہوتا۔ جس سے ان کے کاروبار میں حرج واقع ہوتا تو بندہ نے کوشش کرکے ایک تو اجلاس ریگولر اور مستقل بنیادوں پر شروع کیا۔ دوسرا اجلاس دفتر میں تاکہ حاجی صاحب کے کاروبار میں حرج واقع نہ ہو اور پرائیویسی بھی برقرار رہے۔ جب راقم بہاول پور گیا تو مجلس کی باڈی درج ذیل افراد پر مشتمل تھی: امیر الحاج محمد ذکر اللہؒ، ناظم اعلیٰ حاجی عمر دینؒ، رکن مرکزی شوریٰ حاجی سیف الرحمن، ایک آدھ اور کوئی ساتھی۔

راقم الحروف نے نئی ممبر سازی کے بعد درج ذیل کابینہ تشکیل دی: سرپرست الحاج محمد ذکر اللہؒ (والد محترم مولانا سعید الرحمن مدظلہ)۔

نائب امیر حاجی عمر دینؒ، ناظم اعلیٰ پروفیسر چوہدری محمد علیم، ناظم حافظ عبدالحمید، ناظم اطلاعات علامہ محمد ریاض چغتائی۔

اجلاس باقاعدگی سے ہونے لگے، آگے چل کر جب حاجی سیف الرحمن مدظلہ مرکزی انجمن تاجران بہاول پور کے صدر منتخب ہوئے تو راقم کی تحریک پر تمام بازاروں کے صدور اور سیکریٹریز کو مجلس کی شوریٰ میں لے لیا گیا۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک کے زمانہ میں جب کسی ہڑتال اور احتجاج کی ضرورت ہوتی تو مجلس شوریٰ کا اجلاس بلاکر ہڑتال اور احتجاج کا فیصلہ کیا جاتا جو الحمدللہ! کامیابی سے ہمکنار رہتا۔ حاجی عمر دینؒ اس کے رکن رکین ہوتے۔

کچھ عرصہ سے بیمار چلے آرہے تھے۔ ۴؍اگست ۲۰۱۷ء کو صبح سوا دس بجے دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ اسی دن بعد نماز عصر مدینہ مسجد سے متصل ماڈل ٹاؤن بی کی جنازہ گاہ میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔

تبلیغی مرکز کی مسجد کے امام مولانا مقبول احمد نے جنازہ سے قبل خطاب فرمایا جس میں حاجی عمر دینؒ کو ان کی خدمات جلیلہ پر خراج تحسین پیش کیا اور نماز جنازہ کی امامت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاول پور کے نائب امیر مولانا مفتی عطاء الرحمن مدظلہ نے کی جنازہ میں سینکڑوں مسلمانوں نے شرکت کی۔ اللہ پاک ان کی حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں۔ آمین۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

دروس ختم نبوت سے مقررین کا خطاب، گوجرانوالہ

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ایمان کا تقاضہ ہے اس پر ایمان کا دارومدار ہے۔ اس پر شک سے ایمان سے اخراج یقینی ہے۔ قادیانیت، یہودیت کا چربہ ہے اور قادیانی پاکستان اور اسلام کے دشمن ہیں۔ ان غداروں سے نہ پاکستان محفوظ ہے اور نہ ہی عالم اسلام بچا ہوا ہے۔ پاکستان کو بچانا ہے تو نیشنل ایکشن پلان کے تحت ان غداروں کے خلاف کارروائی کی جائے اور ان کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے دنیا بھر میں قادیانیت کے فریب، دجل اور دھوکہ کو بے نقاب کرنے کے لئے قابل قدر کردار ادا کیا ہے۔ اس نے دنیا بھر کے مسلمانوں کا کفارہ ادا کیا ہے۔ ان خیالات کا اظہار مقررین نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کی طرف سے منعقدہ دروس ختم نبوت میں کیا جو جامع مسجد ختم نبوت المعروف شیر شاہ سوری چمن شاہ جامع مسجد ختم نبوت ہاشمی کالونی گوجرانوالہ، جامع مسجد توحیدیہ موڑ ایمن آباد، جامع مسجد قبا اپروچ روڈ، مکی مسجد ڈیوڑھا پھاٹک، جامع مسجد یعقوب والی منڈھیالہ وڑائچ، مرکزی جامع مسجد جلیل ٹاؤن، جامع مسجد بلال حافظ آباد روڈ، مرکزی جامع مسجد سیٹلائٹ ٹاؤن، جامع مسجد تقویٰ واپڈا ٹاؤن میں ہوئے۔ ان اجتماعات سے پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی، شجاع آبادی، مولانا ہدایت اللہ جالندھری، مولانا عبید اللہ حیدری، مولانا عطاء الرحمن جالندھری، مولانا عمر حیات، مولانا قاری محمد انور، مولانا مفتی غلام نبی، مولانا مفتی محمد ادریس، مولانا طاہر حنیف طاہری اور مولانا قاری عبدالغفور آرائیں نے خطاب کیا۔

دریں اثنا پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی نے کہا ہے کہ دنیائے کفر عالم اسلام کے حکمرانوں اور مقتدر طبقہ کو استعمال کر کے اہل حق کا استحصال کرنے کے درپے ہے۔ دہشت گردی کا ہوا کھڑا کر کے مسلمانوں کو دہشت گردی کا شکار بنایا جارہا ہے۔ جنرل اسمبلی سے خطاب میں امریکی صدر نے عالمی جنگ کا نقشہ پیش کردیا ہے، جس میں رنگ بھرنے کے لئے امریکی سرگرم ہیں۔ دنیا میں انسانی حقوق کی سب سے زیادہ پامالی امریکہ کررہا ہے۔ مگر وہ الزام دوسروں پر دے رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی دہشت گردی کی ٹرم ہی غلط ہے۔ اسلام کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام امن وعافیت کا دین اور علمبردار ہے۔ اسلام کے لبادہ میں سامراجی ایجنٹ دہشت گردی کرکے اسلام کو بدنام کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سود کے تحفظ کے لئے حکومتی اقدام، قربانی کی کھالوں کے حوالے سے مدارس پر پابندی اور پنجاب میں چیریٹی بل کی شکل میں مدارس کے معاشی قتل کے منصوبہ سے ہی حکمرانوں کی اسلام سے لگاؤ کی حیثیت کا پتہ چل جاتا ہے۔ پاکستان کی برسراقتدار پارٹی ہی اسلام مخالف اقدامات کررہی ہے جس کی وجہ سے ہی وہ اللہ کی پکڑ میں ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے دینی کارکنوں اور مدارس کے منتظمین کے اجلاس میں کیا۔ جس کی صدارت جامعہ نصرت العلوم کے ناظم مولانا حاجی محمد ریاض خان سواتی نے کی۔ اجلاس سے مولانا عبید اللہ عامر، بابر رضوان باجوہ، جواد محمود قاسمی، سید احمد حسین زید، مولانا مفتی غلام نبی، الحاج حافظ محمد یوسف عثمانی، مولانا محمد عارف شامی، مولانا مفتی غفران اللہ اور دیگر نے خطاب کیا۔ مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ مدارس کے حوالے سے وفاق المدارس کو اپنے کردار کو جاندار بنانا ہوگا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

تبلیغی و دعوتی اسفار

ختم نبوت کانفرنس، گھوٹکی

گھوٹکی (مبشر احمد گجر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ قاسم العلوم میں ۷؍اگست بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت مولانا خالد حسین الحسینی نے کی۔ کانفرنس کی دو نشستیں ہوئیں، پہلی نشست مغرب سے عشا تک ہوئی جس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر ڈویژن کے مبلغ نے خطاب کیا جبکہ مبشر احمد گجر نے نعت پیش کی۔ دوسری نشست کی صدارت مولانا سیّد نور محمد جیلانی نے کی۔ تلاوت کے بعد سندھ کے مایہ ناز ثناخواں حاجی امداد اللہ پھلپوٹو نے نعتیہ کلام سے سامعین کے قلوب کو گرمایا۔ آخری خطاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا ہوا۔ کانفرنس میں سینکڑوں علماء کرام اور عوام نے شرکت کی۔ قبل ازیں جمعیت علماء اسلام کے راہنما، خانقاہ عالیہ دین پور شریف کے مسترشد مولانا رحمت اللہ حیدری کے جیلانی پبلک اسکول میں حفظ قرآن کی کلاس کا آغاز ہوا۔ کلاس کا افتتاح مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے فیتہ کاٹ کر کیا۔ قاعدہ کی کلاس تو اسکول میں چلی آرہی تھی۔ اسکول انتظامیہ نے فیصلہ کیا کہ اسکول میں حفظ کی کلاس باقاعدہ شروع کی جائے تو پرنسپل مولانا رحمت اللہ حیدری نے مولانا شجاع آبادی سے درخواست کی کہ کانفرنس کے موقع پر آپ کلاس کا افتتاح بھی فرمادیں۔ چنانچہ قبل از ظہر اسکول میں تقریب منعقد ہوئی، جس میں اسکول کے طلبا اور طالبات نے ادعیہ مسنونہ سنائیں مولانا شجاع آبادی کے خطاب سے قبل معززین علاقہ اور مولانا محمد حسین ناصر نے بھی خطاب کیا۔

مدرسہ قاسم العلوم، تعارف وخدمات:

قاسم العلوم کے نام سے مولانا عبدالرحمٰنؒ نے سکھر میں مدرسہ قائم فرمایا، جو ان کی وفات کے بعد نہ چل سکا تو خانقاہ امروٹ شریف کے بانی، سلسلۂ قادریہ کے نامور شیخ طریقت حضرت اقدس شاہ تاج محمود امروٹیؒ نے گھوٹکی میں قائم ہونے والے مدرسہ کا نام قاسم العلوم رکھا۔ مدرسہ قاسم العلوم کا قیام ۱۳۳۰ھ میں عمل میں لایا گیا۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ کے خلفاء سادات جیلانیؒ کے چشم وچراغ مولانا سیّد فخر الدین جیلانیؒ اور مولانا قاری شیر محمد مہاجر مدنیؒ ادارہ کے مہتمم ومنتظم قرار پائے۔ دوسرے مہتمم شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ کے مسترشد مولانا سیّد حبیب اللہ قرار پائے، جبکہ موجودہ مہتمم مولانا خلیل احمد شاہ جیلانی ہیں۔ پہلے شیخ الحدیث جیکب آباد کے ایک معروف عالم دین مولانا اسید علیؒ مقرر ہوئے، ان کے بعد مولانا عبدالرزاقؒ شیخ الحدیث رہے۔ تیسرے شیخ الحدیث مولانا عبدالحئی گھوٹویؒ بنے تو آٹھ سال تک رہے۔ مولانا خالد حسین الحسینی زید مجدہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی امیر انہیں کے فرزند ارجمند ہیں۔ سندھ کے نامور مجاہد عالم دین حضرت سائیں عبدالکریم قریشیؒ بیر شریف، خطیب پاکستان مولانا عبدالشکور دین پوریؒ، جامع المعقول والمنقول مولانا منظور احمد نعمانیؒ جامعہ انوریہ طاہر والی بہاول پور، پیر طریقت حضرت میاں سراج احمد دین پوریؒ، مولانا عبدالقادر ودالغاری بھی اسی مدرسہ کے خوشہ چین رہے۔ جامعہ کے پہلے سرپرست خانقاہ عالیہ قادریہ دین پور شریف رحیم یار خان کے بانی حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوریؒ قرار پائے جبکہ دوسرے سرپرست مرشد الموحدین حضرت اقدس سائیں حماد اللہ ہالیجویؒ رہے۔ ان کے بعد آپ کے خلیفہ میاں محمد صالح بائی جی ادارہ کے سرپرست رہے۔ اس وقت ایک سو کے قریب مسافر طلبا درجہ کتب اور حفظ میں زیر تعلیم ہیں۔ جامعہ کی انتظامیہ کے تعاون سے کانفرنس ممکن ہوسکی۔ مہمانانِ خصوصی اور مدعوئین کے خورد ونوش کا انتظام سائیں نور محمد جیلانی مدظلہ نے اپنے گھر کیا۔

منڈی یزمان میں خطبہ جمعہ ۱۸؍اگست صبح ۵ بجے

گھوٹکی سے سفر کرکے منڈی یزمان پہنچے۔ منڈی میں اہل حق کے مرکز جامع مسجد حقانیہ میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا۔ جمعہ کی نماز کے بعد حاجی عبدالحقؒ سابق امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت منڈی یزمان کی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔

ختم نبوت کانفرنس، بہاولپور:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ مسجد الصادق میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت مرکزی نائب امیر حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ نے کی۔ کانفرنس سے مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ممتاز راہنما مولانا سیّد ضیاء اللہ شاہ بخاری، نبیرہ حضرت تونسویؒ مولانا عبدالحمید تونسوی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور دیگر مقامی علماء کرام نے خطاب کیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا خبیب احمد، مولانا محمد اسحاق ساقی نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔

سیالکوٹ میں تبلیغی پروگرام:

سیالکوٹ مدینۃ الاحرار کے نام سے مشہور رہا۔

مجلس احرار اسلام نے مشہور زمانہ تحریک ’’تحریک کشمیر‘‘ چلائی تو سیالکوٹ کے راستہ ہزاروں رضا کاروں نے کشمیر میں داخل ہوکر گرفتاریاں پیش کیں اور ڈوگرہ شاہی کے مظالم خندہ پیشانی سے برداشت کئے۔ تفصیلات ’’تحریک ختم نبوت منزل بمنزل جلد سوم‘‘ میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں اہلیانِ سیالکوٹ نے بھرپور حصہ لیا۔ مولانا محمد علی کاندھلوی، سالار بشیر احمد، حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود، پیر بشیر احمد شاہ گیلانی، مولانا سلطان محمود، مولانا مفتی حبیب احمد ہاشمی نے مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک میں مولانا محمد اسماعیل قاسمی، مفتی مختار احمد نعیمی، پیر بشیر احمد شاہ اور دیگر کئی ایک حضرات نے پروانہ وار حصہ لیا۔ ۱۹۸۴ء کی ختم نبوت کی تحریک کا آغاز ہی سیالکوٹ سے ہوا۔ ڈونگہ باغ کی جامع مسجد کی عظیم کانفرنس کا منظر ابھی آنکھوں کے سامنے ہے۔ اس میں پیر بشیر احمد گیلانیؒ، مولانا محمد انذر قاسمیؒ شہید، مولانا نعیم آسی شہید (جو ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں جام شہادت نوش فرماگئے) نے مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ موخر الذکر صحافیانہ ذوق رکھتے تھے۔ ہفت روزہ چٹان، ماہنامہ الجمعیت کے ایڈیٹر بھی رہے۔ پیر بشیر احمد گیلانی کا ڈیرہ اور مولانا انذر قاسمی شہید کا جامعہ فاروقیہ تحریک کے مراکز رہے۔ سیالکوٹ میں چند دن راقم کو بھی تحریک ۱۹۸۴ء میں سیالکوٹ کے طول و عرض میں صحرا نوردی کی سعادت نصیب ہوئی۔ امتناع قادیانیت ایکٹ ۱۹۸۴ء کی تحریک کا ثمرہ ہے۔ آج کل سیالکوٹ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر پیر شبیر احمد شاہ گیلانی اور مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر زید مجدہ ہیں۔ ۲۷ راگست کو مولانا فقیر اللہ اختر کی دعوت پر سیالکوٹ حاضری ہوئی۔ بعد نماز ظہر جامع مسجد بنوری (بیاد شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ) متصل دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مقامی امیر سیّد پیر شبیر احمد شاہ گیلانی مدظلہ کی صدارت میں ۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ جس میں قومی اسمبلی نے متفقہ آئینی ترمیم کے ذریعہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا، کی یاد میں منعقدہ تقریب میں خطاب کی سعادت نصیب ہوئی۔ بعد نماز عشاء جامعہ فاروقیہ چوک امام صاحب جو ۱۹۸۴ء کی تحریک کا مرکز رہا ہے میں پیر شبیر احمد شاہ گیلانی کی صدارت میں جلسہ منعقد ہوا، جس کی غرض وغایت مولانا فقیر اللہ اختر نے بیان کی، جلسہ کا انتظام قاری مصدق قاسمی، مولانا حماد انور قاسمی نے کیا۔ راقم نے تحریک ختم نبوت میں جامعہ فاروقیہ، اس کے بانیان کا کردار اور سیالکوٹ کے مسلمانوں کے کردار پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ نیز ختم نبوت کے محاذ پر ایک جرنیل مولانا ظفر علی خان ایک اور مجاہد علامہ اقبال کی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ اگلے دن بعد نماز فجر فضائل قربانی کے عنوان پر بنوری مسجد میں درس دیا۔

لودھراں میں ۷ ر ستمبر کے حوالہ سے تقریب:

لودھراں... لودھراں میں ختم نبوت کے عظیم مجاہد ومناظر مولانا محمد موسیٰؒ تھے، جو پیرانہ سالی کے باوجود ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے تعاقب کے لئے ہر وقت مصروف عمل رہتے۔ قرب و جوار میں کچھ قادیانی آباد تھے۔ مقدمہ بہاول پور کا مدعی عبدالرزاق قادیانی بھی لودھراں میں سکونت پذیر رہا۔ جب قادیانیوں نے دیکھا کہ بہاول پور کا چیف کورٹ ان کے خلاف فیصلہ دینے والا ہے تو انہوں نے عبدالرزاق کو حیلے بہانے سے قتل کرادیا اور عدالت میں یہ موقف اختیار کیا چونکہ مدعی قتل ہوچکا ہے، لہٰذا اب کیس آگے چلانے کی ضرورت نہیں۔ عدالت نے ان کا موقف رد کرتے ہوئے کہا چونکہ موافق مخالف دلائل مکمل ہوچکے ہیں، اس لئے اب فیصلہ ضرور سنایا جائے گا۔ چنانچہ عدالت نے قادیانی اور مسلم کا نکاح فسخ کردیا اور وجہ فسخ قادیانیت کا کفر وارتداد تھا۔ مولانا محمد موسیٰ بہادر انسان تھے، ان کے ایک بھائی مولانا محمد یوسفؒ بھی مناظر اسلام تھے، انہوں نے فرق باطلہ کے خلاف موثر کردار ادا کیا۔ لودھراں شہر کی مجلس کے امیر مولانا محمد موسیٰؒ کے فرزند مولانا محمد مرتضیٰ ہیں، راقم سے مسلسل رابطہ میں رہتے ہیں، انہوں نے کہا کہ لودھراں کے لئے کوئی وقت عنایت فرمائیں تاکہ ۷ ر ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ سے نوجوان نسل کو آگاہ کیا جائے۔ چنانچہ ۶ ر ستمبر کا وقت دے دیا گیا، انہوں نے جامع مسجد رحمانیہ فیض آباد میں ۶ ر ستمبر بعد نماز عشاء دفع پاکستان اور دفاع ختم نبوت کے عنوان سے تقریب کا اہتمام کیا۔ تقریب کی صدارت جمعیت علماء اسلام کے راہنما مولانا سیّد احمد سعید شاہ کاظمی نے کی۔ تلاوت و نعت کے بعد راقم الحروف محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ۷ ر ستمبر کے تاریخ ساز فیصلہ سے متعلق پون گھنٹہ بیان کیا۔ بیان میں علماء کرام کے علاوہ درجنوں مسلمانوں نے شرکت کی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد مرتضیٰ نے سرانجام دیئے۔

ڈیرہ اسماعیل خان مجلس کا اجلاس:

ڈیرہ اسماعیل خان (شیخ محمود الحسن) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈیرہ کے عمائدین کا خصوصی اجلاس امیر ڈیرہ مولانا محمد صادق مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں درج ذیل حضرات مولانا اللہ بخش، قاری عبداللطیف، قاری عبدالحفیظ محمدی، قاری محمد عرفان، مولانا محمد اسلم معاویہ سمیت تمام عہدیداران اور اراکین شوریٰ نے شرکت کی۔ مہمانِ خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تھے۔ مولانا شجاع آبادی نے اپنے خطاب میں کہا کہ آج ۷ ر ستمبر ۲۰۱۷ء ہے، آج سے ۴۳ سال پہلے پاکستان قومی اسمبلی نے ایک متفقہ آئینی ترمیم کے ذریعہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ مولانا شجاع آبادی نے تفصیلات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو سانحہ ربوہ رونما ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر تمام دینی و

سیاسی جماعتوں کی مجلس عمل کی تشکیل ہوئی۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر تھے، مجلس عمل کے صدر منتخب ہوئے، اسمبلی کے باہر شیخ بنوریؒ اور اسمبلی کے اندر مولانا مفتی محمودؒ، علامہ شاہ احمد نورانیؒ، پروفیسر غفور احمدؒ اور دیگر ممبران حزب اختلاف نے امت مسلمہ کی نمائندگی کرتے ہوئے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا۔ انہوں نے ڈیرہ اسماعیل خان کے عوام کو مبارک باد پیش کی کہ ان کے منتخب کردہ مولانا مفتی محمودؒ نے امت مسلمہ کی نمائندگی کا حق ادا کیا۔ انہوں نے مجلس کے زعماء سے درخواست کی کہ باقی ماندہ مطالبات تسلیم کرانے کے لئے اپنی پُرامن جدوجہد جاری رکھیں۔ تمام عہدیداران نے وعدہ کیا کہ وہ اپنی تمام تر صلاحیتیں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بروئے کار لائیں گے۔

ژوب میں مبلغین ختم نبوت کے ولولہ انگیز خطابات:

ژوب (فورٹ سنڈیمن) بلوچستان اور پاکستان کا وہ واحد ضلع ہے، جہاں سرکاری طور پر قادیانیوں کا داخلہ بند ہے۔ ۱۹۶۷ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی تشکیل ہوئی۔ حاجی محمد عمرؒ امیر، حاجی محمد علیؒ ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۸ء سے ژوب میں ختم نبوت کانفرنس کا آغاز ہوا اور یہ سلسلہ آج تک چلا آرہا ہے۔ حاجی محمد علی سماجی کارکن تھے۔ شہر کے معاملات ان کی ناخن تدبیر سے حل ہوتے اور عوام میں ان کے گہرے اثرات تھے تو حاجی محمد عمرؒ نے خود تجویز پیش کی کہ حاجی محمد علی امیر ہوں گے لیکن حاجی محمد علی نہ مانے اور حاجی محمد عمر امیر، حاجی محمد علی ناظم اعلیٰ رہے۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں مولانا شمس الدین شہید صوبائی اسمبلی کے ممبر اور صوبائی اسمبلی بلوچستان کے ڈپٹی اسپیکر متعین ہوئے، بہت جی دار انسان تھے اس دوران قادیانیوں نے قرآن پاک کے محرف نسخے تقسیم کرنا شروع کئے تو مولانا شمس الدین شہید سد سکندری بن گئے، نہ صرف یہ کہ قادیانیوں کے محرف قرآن پر پابندی لگی بلکہ مذکورہ شخصیات کی جدوجہد سے قادیانیوں کا ژوب میں سرکاری سطح پر داخلہ بند کردیا گیا۔ اگرچہ اس جدوجہد کے بدلہ میں مولانا شہید کو اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے، لیکن اپنے موقف سے سرمو انحراف نہیں کیا۔ مذکورہ بالا حضرات کے ایک ساتھی مولانا اللہ داد کاکڑ ہیں، جو نصف صدی سے مرکزی جامع مسجد کے خطیب چلے آرہے ہیں، بہت بااخلاق اور ملنسار انسان ہیں۔ چنانچہ ۸؍ستمبر کا جمعۃ المبارک کا خطبہ مولانا شجاع آبادی نے مرکزی جامع مسجد میں اور صوبائی مبلغ مولانا محمد اویس نے جامع مسجد شیخاں میں دیا۔ حاجی محمد اکبر حاجی محمد علیؒ کے فرزند ارجمند ہیں۔ ژوب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام حفظ و ناظرہ کا مدرسہ چلا رہے ہیں۔ حافظ شمس العارفین، محمد سلطان اور مولانا محمد آدم لودن ان کے معاون ہیں۔ مجلس ژوب کے سابق امیر شیخ غلام حیدر خان تھے جو حاجی محمد عمرؒ کے فرزند ارجمند تھے۔ گزشتہ سال ان کا انتقال ہوا۔ حاجی محمد اکبر ژوب سے ترک وطن کرکے ''خانوزئی'' میں قیام پذیر ہوگئے، لیکن حاجی صاحب موصوف کی ژوب میں جائیدادیں ہیں آنا جانا لگا رہتا ہے۔ مجلس ژوب کے تمام امور کی نگہبانی فرماتے ہیں۔ مذکورہ بالا پروگرام کی تجویز پر عمل میں لائے گئے۔ حاجی صاحب ''خانوزئی'' سے ''ژوب'' تشریف لے آئے اور خطبات جمعہ سے فراغت کے بعد مبلغین ختم نبوت کو اپنے ساتھ خانوزائی میں لے گئے۔ ژوب میں جماعت سازی کا سہرا روزنامہ جنگ کوئٹہ کے سب ایڈیٹر حاجی فیاض حسن سجادؒ کے سر ہے، وہ ۱۹۶۷ء میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کا جائزہ لینے کے لئے کوئٹہ سے ژوب آئے، انہوں نے حاجی محمد علیؒ اور حاجی محمد عمرؒ کو ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مجلس کے پلیٹ فارم سے کام کرنے کی ترغیب دی۔ اللہ پاک ان تمام مجاہدین کی خدمات عالیہ کو قبول فرمائیں۔ آمین۔

خانوزئی ضلع پشین میں ختم نبوت کانفرنس:

خانوزئی بلوچستان پاکستان کا وہ واحد علاقہ ہے جہاں کی سو فیصد آبادی تعلیم یافتہ ہے، ہر گھر میں کوئی نہ کوئی ڈاکٹر، انجینئر، پروفیسر اور عالم دین آپ کو ملیں گے۔ تعلیم کی بنیاد مولانا عبدالعلی اخوندزادہ نے رکھی۔ گھر گھر جاکر لوگوں کے بچوں کو تعلیم دینے کے لئے آمادہ کیا، تمام لوگوں نے اپنے تمام بچے اسکولوں اور مدرسوں میں بھیجنا شروع کئے، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہر گھر تعلیم یافتہ ہوگیا اور ''خانوزئی'' کے پڑھے لکھے حضرات آپ کو بلوچستان کے ہر شہر میں ملیں گے اور کسی نہ کسی اہم منصب پر فائز ہوں گے۔ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینداری بھی ہے، مساجد آباد ہیں، مدارس شاداب ہیں، علماء، عوام و خواص خوشحال ہیں۔ بلوچستان میں عموماً غربت نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں لیکن تعلیم کی وجہ سے خانوزئی میں غربت نہ ہونے کے برابر ہے۔ خانوزئی میں ہمارے میزبان حاجی محمد اکبر ولد حاجی محمد علی فخر ژوب ہیں۔ ان کی دو بچیاں دارالقرآن فیصل آباد سے فاضل ہیں، ایک نوجوان بچی گزشتہ سال انتقال کرگئیں دوسری بچی بنات کا مدرسہ چلا رہی ہیں، جبکہ ایک بیٹا مولانا محمد انور جامعہ فاروقیہ کراچی کا فاضل ہے اور مدرسہ جامعہ عمر چلا رہا ہے، جس میں دورہ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ چنانچہ ۹؍ستمبر کو مرکزی جامع مسجد میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی دو نشستیں ہوئیں ایک کی صدارت خطیب شہر مولانا عبدالظاہر نے کی۔ دوسری نشست کی حاجی محمد اکبر نے کی۔ پہلی نشست عصر سے مغرب تک منعقد ہوئی، جس میں تلاوت و نعت کے بعد صوبائی مبلغ مولانا محمد اویس نے خطاب کیا۔ دوسری نشست مغرب سے عشاء تک منعقد ہوئی جس میں راقم الحروف نے ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے عظیم الشان فیصلہ کی تفصیلات بیان کیں۔ رات قیام و طعام حاجی محمد اکبر کے ہاں رہا۔ ☆☆

سلام زندہ باد — فرما گئے یہ ہادیؐ لانبی بعدی — تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد

بمقام
مسلم کالونی
چناب نگر

36 ویں سالانہ عظیم الشان ختمِ نبوت کانفرنس

ان شاء اللہ

بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے

بتاریخ
19 اکتوبر 2019 بروز جمعرات جمعۃ المبارک

عنوانات

- توحید باری تعالیٰ
- سیرتِ خاتم الانبیاءؐ
- عقیدہ ختمِ نبوت
- حیاتِ عیسیٰؑ
- عظمتِ صحابہؓ و اہل بیتؓ
- اتحادِ اُمت
- پاکستان کی نظریاتی و جغرافیائی حدود کا تحفظ
- اور ظہورِ مہدیؑ

جیسے اہم موضوعات پر علماء کرام، مشائخ عظام، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے

اہلِ اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندر

صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب

حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

ملتان 061-4783486
چناب نگر 047-6212611